مسلسل اشاعت کے سال انچاس

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

579
محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
نومبر 2013ء

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِی الْاُمِّیِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 49
شمارہ نمبر 02
محرم الحرام ۱۴۳۵ھ
نومبر ۲۰۱۳ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: سانحہ مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی گہری سازش۔
- ڈرون حملوں کے خلاف نیٹو سپلائی کی بندش اور مؤثر احتجاج کی تحریک .... راشد الحق سمیع حقانی ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۵
- تضحیک واستہزاء ایک معاشرتی ناسور .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۸
- رسول کریمؐ کے دعوتی مکاتیب کی معنویت عہد حاضر میں .... ظفر دارک قاسمی ۲۴
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی و تصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۳۰
- کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟ .... ڈاکٹر ریحان اختر ۳۸
- ''سزائے موت'' کے قانون کا تعطل اور حکومت کے غیرت ایمانی کا امتحان ...... جناب ابوالمعز ۴۴
- یوم عاشورا...... وطن عزیز میں ہمیشہ کی طرح ایک اور کربلا .... مفتی محمد فہیم اللہ ۴۸
- جامعہ حقانیہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ کا تعارف اور کارکردگی .... مفتی غلام حسین ۵۱
- افکار و تاثرات .... ادارہ ۵۶
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے سالانہ -/350 بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راشد الحق سمیع حقانی

سانحہ مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی
فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی گہری سازش

وطن عزیز کو یکے بعد دیگرے مختلف آزمائشوں وآلام نے گھیرا ہوا ہے' ہرطرف ظلم وستم کی داستانیں رقم ہورہی ہیں۔ امریکی ڈرون حملے اپنی انتہا پر ہیں باقی ممالک کی خفیہ ایجنسیاں بھی پاکستان کے خلاف سرگرم عمل ہیں لیکن زیادہ افسوس اس امر پر ہے کہ خود پاکستانیوں نے بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اِن دنوں ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کا لاوا وقتاً فوقتاً منظم سازش کے تحت بھڑکایا جارہا ہے۔ اس کی تازہ مثال سانحہ راولپنڈی، کراچی وکوئٹہ کے خونی واقعات ہیں لیکن طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس تازہ واقعہ میں حکومت اورانتظامیہ کے ہاتھ بھی معصوم شہریوں کے خون سے اس حادثہ فاجعہ میں رنگین نظر آرہے ہیں۔ ماؤف ذہن اور یخ بستہ ہاتھوں میں شکستہ قلم کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا کہ کس حادثے اورواقعہ پر پہلے نوحہ خوانی کی جائے؟ اور کس زخم کی پہلے رفوگری کی تدبیر کی جائے؟ اورراولپنڈی میں دس محرم کی خونِ غریباں کی داستانِ غم کس طرح لکھی جائے؟ الغرض پہلے اسلامی سال کا مہینہ ماہ محرم پے درپے حادثات اورغم واندوہ کی نذر ہوگیا، معلوم نہیں باقی سال کے گیارہ مہینے کون کون سی قیامتیں اہل پاکستان پرڈھائی جانے والی ہیں؟ ۱۰ رمحرم الحرام اور جمعہ کے مقدس دن کو ایک گہری سازش کے ذریعے راولپنڈی اور پاکستان کے قدیم مدرسہ تعلیم القرآن کے معصوم اور ننھے بچوں اور مسجد کے نمازیوں کو بیدردی کے ساتھ شہید کرنے سے سارے اہلیانِ وطن کے اوسان خطاء ہوگئے۔ وہ معصوم بچے جو قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں مصروف تھے' مسجد ومدرسے کے پاک ماحول میں ان کو ناکردہ جرائم کے ''صلے'' میں خاک وخون میں نہلایا گیا۔ خانہ خدا مسجد کو ویراں کیا گیا اور مدرسہ کو جلایا گیا' الماریوں میں رکھے گئے قرآن کریم کے نسخوں کو شہید کیا گیا۔ دُکھ اس بات پر ناقابل بیان تو ہے ہی کہ دہشتگرد گروہ نے بچوں کو بیدردی کے ساتھ شہید کیا مگر زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ جن بندوقوں سے قتل عام ہوا وہ مقامی انتظامیہ کی تھیں، پھر حکومت، میڈیا، فوج اور سرکاری مشینری نے اس حادثہ فاجعہ کو چھپانے کیلئے ہزار جتن کئے' وہاں کے موبائل سروس کو بلاک کردیا گیا' پی ٹی سی ایل تاروں کو منقطع کیا گیا' جامعہ تعلیم القرآن کو جانے والے تمام راستوں کو سیل کیا گیا جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ حکومت کا جھکاؤ اقلیتی گروہ اور دہشت گردوں کی طرف تھا۔ تصویر کا دوسرا پہلو بھی ہمیں دعوت فکر دے رہا ہے اور بار بار کہنے پر مجبور

کررہا ہے کہ سیدنا حضرت حسینؓ کے نام نہاد شیدائیوں نے یزیدی روش کیوں اختیار کی؟ (کیا پڑوسی ملک ایران میں بھی اقلیت سُنّی اِسی طرح کر سکتے ہیں؟ وہاں تو پورے تہران شہر میں ایک سُنّی مسجد برداشت نہیں کی جاسکتی گو کہ ہندوؤں کے مندر'یہودیوں کے معبد'عیسائیوں کے گرجے اور پارسیوں کی عبادت گاہیں درجنوں کی تعداد میں ہیں) اور ماتمی جلوس شام کی بجائے ایک بجے کیسے پہنچا؟ پھر مسجد سے باہر جمعہ کے وقت حضرات صحابہ کرامؓ پر نعوذ باللہ تبرا کیوں کیا گیا؟ اور ماتمی جلوس والوں کے پاس جدید اسلحہ' شَر کاٹنے کے آلات' قاتلانہ اوزار اور پیٹرول بم کہاں سے آئے؟ راولپنڈی کی کپڑے کی بہت بڑی ہول سیل مارکیٹیں جلادی گئیں اور انتظامیہ و پولیس کے اعلیٰ افسران مدرسے کے پچھلے گیٹ سے کیوں بھاگ گئی؟ حفاظت پر مامور پولیس اہلکار نے نہ صرف اپنی بندوقیں دہشتگردوں کے حوالے کیں بلکہ اب تک کی ابتدائی تحقیقات کے مطابق پولیس کے آن ڈیوٹی کئی شیعہ اہل کار بھی واقعہ میں پوری طرح ملوث پائے گئے ...... ان تمام سوالوں کے باوجود اہم ترین سوال یہ ہے کہ میڈیا' حکومت' ادارے اس خطرناک مسئلے پر کیوں آخر تک خاموش رہے؟ جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بنا بنایا منصوبہ تھا' اسی لئے حادثہ کے بعد اِسے مکمل طور پر کنٹرول اور کوراَپ کیا گیا جس پر پاکستان کی پوری مذہبی قیادت اور عوام الناس دردو کرب میں مبتلا ہوگئے۔ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ،راولپنڈی کے علماء کرام اور دیگر قائدین کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھے فوراً راتوں رات علماء کرام کا ایک اہم اجلاس بلایا گیا اور حکومت سے بھی آپ نے اپیل کی کہ وہ فوراً راستے بحال کرے اور قوم کو واقعہ کی صحیح صورتحال سے آگاہ کرے۔ اسی طرح حضرت مولانا مدظلہ نے قوم اور خصوصاً سُنّی طبقوں، اہل مدارس ،علماء طلباء سے بھی میڈیا کے ذریعے درخواست کی کہ اس نازک صورتحال پر وہ قطعاً اشتعال میں نہ آئیں اور امن وامان کی بحالی کا خصوصی لحاظ کیا جائے کیونکہ امریکہ وعالم کفر کا مقصد ہی امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان میں مزید تقسیم در تقسیم اور نفرت وتعصب کا پھیلاؤ ہے۔ فوری اور جذباتی ردعمل کا سارا فائدہ امریکہ اور طاغوتی قوتوں کو ہی حاصل ہوگا۔ اسی تناظر میں وزیرداخلہ چوہدری نثار صاحب نے بھی فوری فون کے ذریعہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تبادلہ خیال کیا اور آپ کے اس حساس موقع پر قائدانہ کردار کی نہ صرف تحسین کی بلکہ اس معاملہ میں مزید کردار ادا کرنے کی بھی درخواست کی۔ اسی طرح علی الصباح مولانا مدظلہ نے مدرسہ تعلیم القرآن کے مہتمم حضرت مولانا اشرف علی صاحب' مولانا احمد لدھیانوی صاحب اور راولپنڈی و ملک کے جید علماء کرام سے تعزیت کی۔ اگلے روز لیاقت باغ میں ہزاروں لوگ معصوم بچوں کی نماز جنازہ کیلئے جمع تھے، مولانا اشرف علی صاحب کے کہنے پر مولانا سمیع الحق صاحب نے جنازے کی امامت کی، اسی رات وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان نے بھی مولانا صاحب سے رابطہ کیا ہے، اگلے روز مولانا سمیع الحق کی قیادت میں وفاق المدارس کے وفد نے وزیرداخلہ چوہدری نثار علی خان' وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ سمیت دیگر حکومتی ارکان سے تبادلہ خیال کیا۔ حکومتی نمائندوں کے

سامنے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے دوٹوک انداز میں اِس حادثہ فاجعہ کی تفصیلات بیان کیں اوران پر واضح کیا کہ اس معاملے میں حکومت قطعاً ناکام نظر آرہی ہے اوراگر آپ نے بھی حسب سابق اس اہم ترین مسئلہ پر کوئی سنجیدہ اقدام نہیں اٹھایا اور قاتلوں کوگرفتار نہیں کیا تو یہ آگ پشاور سے کراچی تک پھیل سکتی ہے، بڑی مشکل سے اربابِ مدارس اور مسلک دیوبند سے وابستہ تمام حلقوں نے اس صورتحال کو کنٹرول کیا ہوا ہے ورنہ دشمن تو اس آگ کو ہر لحہ ہوادینے میں مصروف ہے اور ظلم کی بات یہ ہے کہ آپ کے دورِ حکومت میں لال مسجد کے بچوں کا قاتل پرویز مشرف باعزت بری ہورہا ہے تو اندیشہ یہی ہے کہ اس حادثے کے قاتل بھی نہ کبھی گرفتار ہوں گے اور نہ کبھی اس سازش سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ راولپنڈی کا خونی حادثہ نئی حکومت کیلئے ایک ٹیسٹ کیس ہے چنانچہ حکومت جلد سے جلد عدل وانصاف کو پورا کرنے اور مجرموں کو گرفتار کرنے کی سنجیدہ کوشش کرے۔

ڈرون حملوں کے خلاف نیٹو سپلائی کی بندش اور مؤثر احتجاج کی تحریک

امریکی ظالمانہ ڈرون حملوں کی پاکستانی سرزمین پر موسلادھار میزائلوں کی بارش نے سارے ملک اور خصوصاً قبائلی علاقہ جات میں وحشت وبربریت کی فضا قائم کی ہوئی ہے۔ یوں تو دس برس سے پاکستانی سرزمین کی خلاف ورزیاں امریکن ایئرفورس اور نیٹو افواج تواتر کے ساتھ کررہے ہیں لیکن میاں نواز شریف اوراس کے اتحادیوں کی حکومت میں تو یہ سلسلہ مزید تیز تر ہوگیا ہے اور اب یہ حملے قبائلی علاقوں سے شہری اور بندوبستی علاقوں میں بھی شروع ہوگئے ہیں، اس کی تازہ مثال ہنگو میں ایک مدرسہ پر ظالمانہ حملہ ہے جس میں کئی بے گناہ طلباء اور معصوم بچے بھی شہید ہوگئے ، حالانکہ میاں نواز شریف صاحب نے اقتدار میں آنے اور امریکی یاترا سے پہلے قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میرے دورِ حکومت میں امریکی ڈرون حملے قطعی طور پر رُک جائیں گے لیکن اُلٹا اَب ڈرون حملے شہروں میں بھی شروع ہوگئے۔ اس کے خلاف عملی طور پر تحریک انصاف سڑکوں پر آگئی ہے جو کہ ایک خوش آئند علامت ہے۔ گوکہ خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف کی حکومت ہے لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی حکومت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک جرات مندانہ فیصلہ امریکہ کے خلاف کیا ہے۔ اِسی طرح دفاع پاکستان کونسل نے بھی لاہور اور ملک بھر میں ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کے خلاف بھرپور عوامی مظاہرے کئے ہیں لیکن سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس حساس مسئلہ پر بھی مسلم لیگ (ن)، اے این پی، ایم کیوایم، پیپلز پارٹی اور جمعیت علماء اسلام (ف) اور قوم پرست جماعتیں نیٹو سپلائی کی بندش کے فیصلے کے خلاف ہیں حالانکہ اِن تمام جماعتوں کو بھی دائیں بازو کی جماعتوں کیساتھ یک زبان ہونا چاہیے تھا۔ اس تقسیم کا سارا فائدہ امریکہ اور نیٹو کو ہورہا ہے۔ خدارا آپس کی چھوٹی موٹی سیاسی رقابتیں اس حساس موضوع پر فراموش کرکے امریکہ کے خلاف یک زباں ویک جاں ہوجائیں۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۴ء اور ۱۹۶۱ء

قسط (۲۵)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.................. (مرتب)

ثبات اخلاص وبقاء کلمہ حق:

لایضیع عمل عامل منکم ذکراوانثی ۔۔۔ وعلیه فلیتوکل المتوکلون یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اگر ایک ذرہ اخلاص وصداقت بھی رکھتا ہے تو پھر نہ خوفِ زیاں ہے اور نہ خدشہ ضیاع' اور ان شاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کا معاملہ ارباب عمل کے لئے ہر وادی اور ہر گوشہ کار میں کارفرما ہے۔ شاہان عالم کے بنائے ہوئے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کئے ہوئے شہر ویران ہوگئے۔ کان لم یغنوا فیھا لیکن اصحاب اخلاص کا ایک کلمہ حق اور ایک نقش صدق بھی لوح عالم سے محو نہ ہوسکا حتی کہ جو بقاءِ ذکر عظیم الشان بابل کے آباد کرنے والوں اور مصر کے سربفلک مناروں کے بنانے والوں کو بھی نصیب نہ ہوا وہ اصحاب کہف کے ایک بے زبان کتے کو اس غیر فانی

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کتاب کی لوح محفوظ میں حاصل ہے جس کی دائمی حفاظت کی تصدیق میں خود اللہ نے اپنی ذمہ داری پیش کی ہے۔

و کلبھم باسط الخ ۔۔۔۔ ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسلام میں صنعت وحرفت کی اہمیت:

کسی بھی اچھی صنعت کی فضیلت کیلئے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وصف کو اپنے اور اپنے برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کیا ہے' خدا کا ارشاد ہے صنع اللہ الذیٓ اتقن کل شیء اسی وجہ سے خدا کو صانع بھی کہا جاتا ہے گو خدا کی صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں مگر اسمیں رسمی مشارکت بھی فخر کی بات ہے فی الجملہ نسبتے شودرا کافی ۔۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ محشر میں یا محمد سے شفاعت کیلئے ندا کی جائے گی مخصوص بالندا حضور ﷺ ہیں مگر اس کی مشارکت کی وجہ سے جن کا نام بھی محمد ہو اس کو ایک حد تک شفاعت کی اجازت دے دی جائے گی' جہاز سازی کی صنعت کا افتتاح سب سے پہلے اولوالعزم رسول حضرت نوحؑ سے کروایا گیا۔ فاوحینا الیه ان اصنع الفلك باعیننا حضرت داؤد علیہ السلام کو فولادی زرہوں کی تعلیم دی گئی جو اس وقت جنگی دفاع کا ایک اہم اسلحہ تھا وعلمناہ صنعة لبوس لکم لتحصنکم من باسکم حضرت کے صاحبزادے سلیمانؑ نے عظیم الشان صنائع عمارات اور حرفتوں کے قیام کے لئے جنات تک مسخر کردیئے بالخصوص فولادی صنعت کی تو اتنی اہمیت ہے کہ قرآن کی ایک سورۃ کا نام ہی الحدید یعنی فولاد رکھا گیا حتیٰ کہ اس میں حق تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کیا کہ انسانی ہدایت کیلئے جس طرح وحی رسول اور کتاب بھیجے گئے۔ اس طرح جسمانی اور ملکی حفاظت کے لئے ہم نے حدید اتاری وانزلنا الحدید فیه بأس شدید ومنافع للناس یہ سب انتباہات اس لئے دیئے گئے کہ نیکی کی راہ میں تمام مادی منافع سے فائدہ اٹھاؤ فرمایا واعدو الھم ماستطعتم الخ بشرطیکہ یہ تسخیری قوتیں بہیمیت و ابلیسیت کو معراج کمال تک پہونچانے کا ذریعہ نہ بنائے جائیں (خلاصہ از مضمون مولانا شبیر احمدؒ عثمانی)

حتی المقدور جنگ وجدال میں نہ پڑنا اور باریکیوں اور گہرائیوں میں نہ جانا بہتر:

جدال وتعمق فی الدین: قال علیه السلام هلك المتنطعون ای المتعمقون ۔وقال عمرؓ کونوا علی دین الاعراب حضرت امام اعظمؒ کو منسوب ہے کہ یکرهُ الجدال علی سبیل الحق اور جس نے القرآن غیر مخلوق کہا اس کے متعلق بھی مثل قائل خلق قرآن فرمایا کہ لاتصلوا خلفه لانه ینازع والمنازعة بدعة کذا فی شرح الفقه الاکبر نقلاً عن تلخیص الزاهدی (وایضاً ذکرهُ صاحب مفتاح السعادة) قال ابویوسف ۔۔لایجوز الصلوة خلف المتکلم وان تکلم بحق لانه مبتدع

امام مالکؒ کا قاعدہ تھا جب کسی مسئلہ کا سوال کیا جاتا تو پوچھتے کیا یہ صورت پیش آئی ہے اگر جواب اثبات میں ہوتا تو جواب دیتے ورنہ خاموش رہتے حضرت شیخ اکبر نے فتوحات میں کیا خوب فرمایا کہ فان فیه تلمیح الی من افتیٰ

فی الحوادث الفرضیة قبل وقوعها فلا دین له ولاعلم۔ حضرت امام اعظمؒ نے زوج مفقود الخبر کے متعلق سوال کیا حضرت قتادہؒ نے پوچھا کیا یہ صورت پیش آئی ہے اگر نہیں تو فرضی سوالات وجوابات بدعت ہیں۔

قاضی یحییٰ بن سعید انصاریؒ نے قاضی ابو یوسفؒ کو مسئلہ غلام مشترک کے مباحثہ میں فرضی صورتوں کی بحث وتعمق سے انکار کردیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے ابرھا قلوباً واعمقھا علماً والی جماعت سے فیضان علم وعمل کیا۔

قال الامام غزالی: وهذا اذا سمعته من محدّث اوحشوی انما خطربيالك ان الناس اعداء لما جهلوفاسمع هذا ممن خبرالكلام ثم تلا بعد حقيقة الخبرة والتغلغل فيه الى منتهىٰ درجة المتكلمين وجاوزذلك الى التعمق فی علوم اخری وتحقق انّ الطريق الی حقائق المعرفة من هذالوجه مسدود (احیاء)

یعنی اگر یہ بات کوئی محدث تم سے کہتا تو تم کہہ دیتے کہ اس ظاہر پرست اور حدثنا واخبرنا میں گم رہنے والے کو علم الکلام وفلسفہ کے وقائق کیا معلوم؟ پس یہ بات تم سے وہ شخص کہتا ہے جس نے علم کلام اور نیز تمام علوم عقلیہ میں علم ونظر کا وہ درجہ حاصل کیا جو متکلمین کا منتہا درجہ ہوسکتا ہے، تاہم آخر میں یہی معلوم ہوا کہ حقیقت تک پہنچنے کے لئے یہ راہ بالکل بند ہے۔

کسی نے ساری عمر بادیہ کلام میں بسر کرکے آخر کہا تو یہ کہا ماعرفت مما حصلت شیئاً سویٰ ان الممکن مفتقرة الی المرجح اور کسی نے علم الکلام میں پچاس کتابیں تصنیف کرکے مرتے وقت کہا اموت وما عرفت شيئا کسی نے کہا اموت علی عقیدہ عجائز نیشابور اور کسی نے کہا کہ لقد خضت البحر الخضم وخليت اهل الاسلام وعلومهم ودخلت فی الذی نهونی عنه وآلان فان لم يتداركنی ربی برحمة فالويل لابن الجوينی وها انا ذا اموت علی عقيدة امّی۔ یعنی ساری کاوشیں کرکے آخر میں یہ حال ہوا کہ اپنی ماں کے عقیدہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ علم کلام قدیم کے سب سے بڑے علمبردار معتزلہ تھے اوران کے بعد متاخرین اشاعرہ مگر یہ انہی ائمہ فن کی شہادتیں ہیں۔

تفسیر کبیر، اساس التقدیس اور مطالب عالیه کے مصنف امام رازی اپنی آخری تصنیف (جو اقسام ذات کی نسبت ہے) میں ان کے اعماق قلب سے کیا صدا نکلی۔ لقد تاملت الطرق الكلامية والمناهج الفلسفيه فما رأيتها تشفی عليلاً ولاتروی غليلاً ورايت اقرب الطرق طريق القرآن ــ اقراء فی الاثبات الرحمن علی العرش استوی ــ وفی النفی ليس كمثله شيی ومن جرب مثل تجربتی عرف مثل معرفتی كذا نقله ملا علی قاری فی شرح الفقه الاكبر (تذکرہ ص ۲۳۰)

ولله درالقائل حيث قال ؎ وفی المحبة ما ادّق بيانه متحيرفيه الامام الرازی

امام غزالی کا قول: شک جستجو کی علت ہے جستجو سے تحیر پیدا ہوتا ہے اور تحیر وسیلہ یقین ہے' امام غزالی کا یہ قول ان کے تمام علم واختیار کا ماحصل ہے میں اس قول کی صداقت پر گواہی دینا چاہتا ہوں الخ (آزاد کی کہانی خود آزادؒ کی زبانی ص ۳۴۲)

فلسفہ ومنطق کے بجائے معرفت الٰہی میں اشتغال نجات:

فماذابعد؟ وقع الیّ کتاب صغیر فی اردو اسمه "ارشاد رحمانی" من تالیف العالم الربانی الشیخ محمد علی المونگیری موسس ندوۃ العلماء ۔۔خص بالذکر شیخه مولانا فضل الرحمن الگنج مراد آبادیؒ و کیف تعرف به۔سأله من الکتب التی یقرء ها ولما ذکر کتب الفلسفة والمنطق امتعض الشیخ وقال نفرض انك قرء ت هذالکتاب وبرعت فی هذا العلوم "الیونانیة" فماذابعد؟ وای فائدة تجنیها ؟ امش معی الی قبررجل لم یعرف من هذا العلوم قلیلاً ولا کثیراً ولکن عرف الله وکان له معه شان۔ ثم امس معی قبر فلان من ائمة المنطق ومن کبار المؤلفین فی هذا الموضوع تر عجباوتر فرقا واضحاً (مقاله لابی الحسن علی الندوی البعث الاسلامی مجلة عربیة تصدرمن لکھنو مارچ ۱۹۵۶ء)

سلف کا علم وتعلیم، تدریس ومطالعہ میں انہماک کے چند عبرت افروز مناظر:

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ اپنی طالب علمی کا حال درج کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں: "دراثنائے مطالعہ کہ وقت ازنیم شب درمی گذشت والدم قدس سرہ مرا فریاد میزدہ باباچہ می کنی شیخ فرماتے کہ والد کی آواز سن کر فی الحال دراز می کشیدم" تادروغ نہ شودمی گفتم کہ خفتہ ام چہ می فرمایند مگر پھر باز برمی نشستم ومشغول می شدم

"آپ کے والد کو آدھی آدھی رات تک پڑھنے سے آپ پر رحم آجاتا اور کہتے کہ کب تک جاگو گے؟ شیخ اسوقت لیٹ جاتے اور کہتے کہ لیٹا ہوں کیا حکم ہے؟ اور پھر کچھ دیر بعد اٹھ کر مطالعہ میں پھر مشغول ہو جاتے۔"

شیخ ہی نے یہ بھی لکھا ہے: چند بار دستار وموئی سر آتش چراغ در گرفتہ باشد ومرا تا رسید نی حرارت آن بمجرہ دماغ خبر نہ (کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ پگڑی اور بالوں کے قریب رکھے چراغ سے آگ لگ جاتی اور جلن کی اثر پہنچنے تک خبر بھی نہ ہوتی) سلطان المشائخ نظام الاولیاء طالبعلمی کے زمانہ میں بخطاب بحاث ومحفل شکن مخاطب گشت (تذکرہ الاولیاص ۱۰۱)
(یعنی اساتذہ سے ردوقدح سوال وجواب کرنے اور شبہات وخدشات پیش کرنے میں آپ کو خاص امتیاز حاصل تھا'اس لئے نام ہی "بحاث" ہوگیا اور محفل شکن سے مراد درس کی محفل میں اساتذہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے والا")
(ماخوذ از علامہ مناظر احسن گیلانی کی معرکۃ خیز کتاب نظام تعلیم وتربیت ص ۳۲۶ ج اول)

طالب العلمی کے زمانہ میں تدریس کا مشغلہ:

مولانا عبدالحئی فرنگی محل خودنوشت سوانح میں و کلما فرغت من تحصیل کتاب شرعت فی تدریسه فحصل لی الاستعداد التام فی جمیع العلوم بعون الله الحی القیوم (نفع المفتی والمسائل ص ۲۵)
(جس کتاب کو پڑھنے سے میں فارغ ہوتا اسی کو پڑھانا بھی شروع کر دیتا اس طرح تمام علوم میں میری لیاقت پختہ ہوتی چلی گئی اللہ حی وقیوم کی اعانت سے۔)

مولانا آزاد بلگرامی نے اپنے استاذ مولانا میر طفیل محمد کے ترجمہ میں لکھا ہے: ''اکثر آں بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند بہ تلامذہ خود درس می گفتند'' (مآثر الکرام ص ۱۵۰) ''اکثر ایسا ہوتا کہ جو کتاب خود پڑھ رہے ہیں اسے شاگردوں کو پڑھانا بھی شروع کیا''

دہلی اور ٹھٹھہ میں ہزاروں مدرسے:

صبح الاعشی میں قشقلندی نے دِلّی کا ذکر کیا ہے کہ ''فیها الف مدرسه واحدة للشافعیة وباقیهاللحنفیة''
''ہندوستان کے پایہ تخت دہلی میں اسوقت ایک ہزار مدرسے تھے جن میں شافعیوں کا ایک اور باقی سب حنفیہ کے تھے''
اورنگزیب مرحوم کا زمانے کے مشہور سیاح ہملٹن کا بیان ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں مختلف علم وفن کے چار سو مدرسے تھے
(ہندوستان عالمگیر کے عہد میں نواب مرزا یار جنگ)

علم وفن کی قدردانیاں:

علم ودین کی اشاعت پر حکومتیں اسلامی عہد میں بیش قرار رقمیں صرف کرتی تھیں فیروز تغلق کے عہد میں وکانت الوظائف فی عهده العلماء والمشائخ ثلثه ملاین (تین ملین) وستمائه الف تنکه
فیروز کے زمانے میں علماء ومشائخ کی تنخواہوں اور وظائف پر تین ملین یعنی چھتیس لاکھ تنکے خرچ ہوتے تھے۔''

مدرسہ آثار شریف درعہد عادل شاہؒ کے تذکرہ میں ابراہیم زبیری نے اس کے طعام خانہ کے بارہ میں لکھا: شاگرداں را از سفر آثار آش و نان بوقت صبح بریانی و مزعفر وبوقت شام نان گندم وکھچڑی کھانے پینے کی حد تک نہیں بلکہ و فی ام یک ہون (انگریزی روپے کے ساڑھے چار روپیہ کا مساوی سکہ) وکتابہا کے فارسی وعربی مدد می نمائند
''روزانہ دن کے کھانے میں طلبہ کو بریانی اور مزعفر کی پلیٹیں اور رات کو گندم کی روٹی اور کھچڑی دی جاتی تھی اور ہر شخص کو ایک طلائی سکہ اور فارسی وعربی کتب کی اعانت ملتی تھی۔''

مولانا گیلانی کے دادا کے مکان پر محراب الهدایت والارشاد مرقوم ہونے کا مطلب:

مولانا گیلانیؒ کے دومنزلہ مکان کے ناصیہ پر تاریخی نام ''محراب الهدایت والارشاد گیلانی'' لکھا ہے۔
مولانا مناظر احسن گیلانی کے دادا بہار کے گیلانی گاؤں میں اسی گھر کے باہر برگد کے طویل وعریض درخت کے

نیچے چالیس برس تک تدریس کا عظیم کام انجام دیتے رہے اسی خام مکان پر یہ نام لکھا گیا تھا محراب کے معنی شیطان سے لڑنے کی جگہ ہے۔ اور ہدایت میں اشارہ ہے کہ جن لوگوں تک ہدایت نہیں پہنچی ہے ان کے لئے ہدایت اور جن کو ملی اس کے لئے پھر ارشاد و رہنمائی کی ضرورت کو پورا کرنے کا مقام یعنی باعتبار مآل کے اس جگہ پر بڑے کام انجام دینے کے ارادے مترشح ہوتے ہیں اگرچہ آگے چل کر یہ عملی شکل اختیار نہ کرسکے۔

گرمی سے بچنے کیلئے حجاج کی ایجاد بید کی شاخوں سے بنے خیمہ پر برف رکھنے کا رواج:

گیلانی فرماتے ہیں، خس کی ایجاد پر خیال آیا کہ حجاج بن یوسف نے کوفہ میں قریب قریب خس خانہ کے سبز بید کی شاخوں سے ایک چیز بنائی تھی، تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ حجاج گرمیوں میں فی قبة من خلاف (بید کی شاخوں) ای صفصاف سقفها بالثلج وهو يقطر عليه "بید کی شاخوں سے بنے ہوئے ایک قبہ میں رہتا تھا ان شاخوں کو پھاڑ پھاڑ کر بیچ میں برف بھری جاتی تھی وہ ٹپک ٹپک کر حجاج پر پڑتی رہتی تھی۔"

حکومتی اور معاشی مشاغل کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ:

علماء کا ایک بڑا طبقہ ایسا تھا جو حکومت کے بڑے عہدوں پر مامور ہوتے تھے اور تجارت و زراعت سب کچھ کرنے کے باوجود بالالتزام پڑھانے کا کام بھی آخر دم تک انجام دیتے رہتے تھے، عہد بلبن کے مستوفی الممالک اور صدر کل شمس الملک جیسے منصب عالی پر سرفراز ہونے کیساتھ ان کا امتیازی وصف 'اکثر علمائے شہر شاگرد او بودہ (اخبار الاخیار) جن میں ایک حضرت نظام الاولیاء بھی ہیں اسی زمانہ کی بات تھی کہ نظام الاولیاء نے حریری کے چالیس مقامات زبانی یاد کئے تھے...... دربار اکبری کے عالم و حکیم ملا فتح اللہ شیرازی اگر مغل امپائر کا بجٹ تیار کرتے اور ٹوڈرمل کی وزارت کے شریک غالب تھے تو دوسری طرف صرف اعلیٰ طلبہ کو نہیں بلکہ بقول ملا بدایونی پانچ پانچ چھ چھ برس کے بچوں کو قاعدہ اور ہجاً نویسی بھی سکھاتے...... انگریزوں نے کلکتہ کو دارالسلطنت بنا کر مولانا نجم الدین کاکوری کو قاضی القضاۃ چیف جسٹس کا عہدہ دیا مگر باوجود اس کے بمنصب اقضی القضاۃ کلکتہ ممتاز بود مع ہذا بہ تدریس و افادہ طلبہ علوم بغایت می کوشید" کلکتہ کے بڑے پوسٹ قاضی القضاۃ پر متمکن ہونے کے باوجود تدریس اور طلباء میں علوم بکھیرنے میں غایت درجہ کوشش کرتے تھے" (تذکرہ علماء ہند ص ۲۳۳)

عہد انگریز میں دہلی کے صدر الصدور و مفتی حضرت صدر الدین دہلوی آزردہ جلیل عہدہ کیساتھ مردم از بلاد امصار بعیدہ از و مستفید شدند بوجہ کثرت درس بہ تصانیف کم توجہ داشت" سرکاری عہدہ صدر الصدور اور دہلی کے منصب افتاء پر فائز ہونے کے باوجود بلاد بعیدہ کے لوگ آپ سے فیض پاتے تھے، اور درسی مشغولیات کی وجہ سے تصنیف کی طرف کم توجہ کرتے تھے"

تفریح اور ٹہلنے کے اوقات میں بھی درس کا مشغلہ:

سلسلہ خیر آبادی میں مولانا فضل حق خیر آبادی بن مولانا فضل امام صاحب مرقاۃ المنطق کو واسطۃ العقد اوردرۃ التاج کا مقام حاصل تھا' اسیری فرنگ سے قبل امارت ودولت کے باوجود عمر بھر درس دیتے رہے' وقت خاص تفریح کا بھی مقرر تھا شطرنج کا شوق تھا بساط بچھتی تھی لیکن تفریح کے اس وقت میں بھی ''در عین حقہ کشی وشطرنجبازی تلمیذے را سبق افق المبین میداو مطالب کتاب را با حسن بیانے دل نشین می نمود (تذکرۃ علماء وہند ص ۱۶۵ مولانا رحمان علیؒ) حقہ کشی اور شطرنج کھیلتے ہوئے بھی شاگرد کو ''افق المبین'' جیسی پیچیدہ کتاب کا بڑے اچھے انداز سے درس دیتے تھے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کو ۲۴ گھنٹوں میں تھوڑی دیر کیلئے اختلاج کا دورہ آخر عمر میں ہونے لگا تھا اس وقت شاہ صاحب مکان سے نکل کر مسجد تک ٹہلتے تھے مگر اس وقت بھی مشی کرتے ہوئے یعنی چلتے وقت مقامات حریری کا درس جاری رہتا جس کے لئے یہی وقت مقرر تھا۔ ع اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

سند فراغت حاصل کرنے کی اوسط عمر:

فیضی جیسا ہمہ داں: فنون رانزد پدر در چہاردہ سال گی بانجام رسانید

مولانا فضل حق '' خیر آبادی: فراغ علمی بعمر سیز دہ سالگی حاصل نمود (علوم رسمیہ معقولات اور حدیث وغیرہ سارا قصہ تیرہ سال میں ختم ہوگیا۔)

مولانا عبدالحیؒ فرنگی محل: ومن بدء السنة الحادية عشر شرعت فی تحصيل العلوم ففرغت من الكتب الدرسية فی الفنون الرسميه الصرف والنحو (الی آخر قال) حين كان عمری ۱۷ سنة (خودنوشت سوانح)

شاہ ولی اللہ الدھلویؒ: بالجملہ از فنون متعارفہ بحسب رسم ایں دیار در پانزدھم فراغ حاصل شد (انفاس العارفین)

علامہ محمود جونپوری: نزد استاد الملک شیخ محمد افضل جونپوریؒ تلمذ نمود در عرض ہفتدہ سالگی فاتحہ فراغ خواند (ماثر ص ۳۰۲)

مولانا عبدالعلی بحر العلوم: سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر فائق اقران اور فاضل اماثل ہوگئے (حدائق حنفیہ ص ۴۶۷)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ: اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فراغت پا کر علم طریقت شیخ محمد عابد سے اخذ کیا نیز اسی عرصہ میں ایام تحصیل علم میں علاوہ کتب (درسیہ) کے ۳۵۰ کتابیں مطالعہ کیں۔

امام ابن تیمیہؒ: امام ابن تیمیہؒ نے ۲۲ برس کی عمر میں والد کے انتقال کے بعد ۲ محرم ۶۸۳ کو دارالحدیث السکریہ میں درس دیا جس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین بن الزکی الشافعی شیخ تاج الدین الفزاری زین الدین بن المنجا الحنبلی جیسے سربرآوردہ علماء شریک ہوئے (تاریخ دعوت وعزیمت حصہ ۲ ص ۳۱)

دیگر اقوام ومذاہب کی زبانوں میں مہارت:

مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی کو حبرو (عبرانی) میں دستگاہ حاصل تھی۔

علامہ تفضل حسین خان: (انگریزی ورومی (لاطینی) یونانی را نیکو گفتہ وخواندے ونوشتے (نجوم السماء ص ۳۲۴)

قاضی غلام مخدوم چڑیا کوٹی: زبان سنسکرت میں امتیاز حاصل کیا۔ (تذکرہ علماء ص ۱۵۷)

مولوی نصرت علی خان قیصر دہلوی: ماہر زبان فارسی وعربی وترکی وانگریزی وہندی ست (تذکرہ علماء ص ۲۳۷)

انکے والد مولانا ناصرالدین: مناظرہ عیسائیت کیلئے تورات، انجیل بالتفسیر عبرانی ویونانی از علماء اہل کتاب اخذ کردہ

مولوی نجف علی جھجھر: پنجاہ رسائل بالسنہ خمسہ کہ دری و پاڑندی عربی وفارسی اردو عبارت از انست نیز شرح مقامات عربی بہ صفت اہمال (بے نقط) تصنیف کرد

مولانا محمد قاسم نانوتوی: جہاز کے انگریز کپتان اٹالین سے بحث کرنے کے بعد انگریزی زبان سیکھنے کا عزم کیا۔

مولانا اشرف علی تھانوی: فرماتے ہیں کہ ہم تو جیسا بخاری کے مطالعہ میں اجر سمجھتے ہیں میر زاہد امور عامہ کے مطالعہ میں بھی ویسا ہی اجر سمجھتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز: فرماتے ہیں فاضلے از اکابر علماء آمدہ اند وتحقیق توریت بلسان عبری می کردم (ملفوظات عزیزیہ ص ۲۷)

اواخر عمر میں حفظ قرآن کی دولت کا حصول:

میر محب اللہ بلگرامی: در عنفوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید بر بالاخانہ خود نشستہ در عرصہ شش ماہ قرآن را یاد کرد (مآثر ص ۱۴۸)

مشہور مدرس ومحشی مولانا معین الدین کڑوی: باواسط عمر خود باوجود کثرت درس حفظ قرآن می کرد (ص ۲۲۹)

شیخ احمد فیاض انبیٹھی: آن بکبیر سن بر بستر بیماری صعب افتاد وقرآن مجید را در یک سال یاد گرفتہ (ص ۸۳)

مولانا فضل حق خیرآبادی: قرآن مجید در چہار ماہ یاد گرفت (ص ۱۶۴)

مولوی روح اللہ لاہوری: مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو ''بسی روز بماہ رمضان قرآن حفظ کرد''

عالمگیر اورنگزیب: اس ذوق کی انتہا ہے کہ اورنگ تخت جہاں بانی پر جلوہ افروز ہونے کے بعد خود بھی اور اپنی بیٹی زیب النساء کو قرآن حفظ کرایا۔

مولانا عبدالحئی نبیرہ مولانا احمد علی محدث: پچاس سال کی عمر میں قرآن پاک یاد کیا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی: نے سن کہولت میں یاد فرمایا۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی: سن کہولت ہی میں جیل خانوں میں یاد فرمایا

حضرت مولانا قاسم نانوتوی: نے سفر حج کے دوران جہاز میں روزانہ ایک ایک پارہ یاد فرما کر رات کو تراویح میں پڑھایا (مناظر احسن گیلانی) (ہندوستان میں نظام تعلیم وتربیت مصنفہ مولانا مناظر احسن گیلانی)

سفرنامہء دیوبند

ایک طویل عرصہ کے صبر آزما جدوجہد کے بعد مولانا سمیع الحق کو۱۹۶۱ء میں ہندوستان کا ویزہ ملا اور اپنے علمی قبلہ دارالعلوم دیوبند کی زیارت کی آرزو جو حضرت مدنی کی حیات سے دل میں لئے ہوئے تھے' پوری ہوئی، اس سفر کی کچھ تفصیلات انہوں نے اپنی ڈائری میں قلمبند کیں' اگر چہ یہ سفرنامہ مکمل تو دستیاب نہیں تاہم جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بھی انکے دل اور جذبات کی ترجمانی اور قلم کی آب وتاب روانگی' شگفتگی پر دال ہیں مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ (عرفان الحق)

پہلا سفرِ ہندوستان...... حسین اور مبارک یادیں: مدت مدیدہ اور دیرینہ خواہش اور تمنا، خدا کے فضل وکرم سے پوری ہوئی۔۲۸ مئی ۶۱ء بروز اتوار اکوڑہ خٹک سے سندھ ایکسپریس سے سفر ہند پر روانگی ہوئی۔شام کو آٹھ بجے لاہور پہونچا، شاہ عالمی لاہور' گلبرگ ہوٹل میں ۲ جون تک قیام رہا۔ برادرم عبداللہ کاکاخیل رفیق سفر ہند، یکم جون کو کراچی سے پہونچے اور ہم دونوں ۲ جون کو بروز جمعہ لاہور سے اس سفر مبارک پر روانہ ہوئے۔۳ بجے تک لاہور سٹیشن میں کسٹم ویزا پاسپورٹ کے معائنہ جات اور اندراجات سے فارغ ہوئے اور تین بجے گاڑی ہندوستان روانہ ہوئی۔ چند منٹ بعد ہم سرزمین ہند میں تھے' جس کے چپہ چپہ پر ہمارے اکابر اور بزرگوں کی روایات نقش اور عظمت رفتہ کی داستانیں وابستہ ہیں۔۴ بجے گاڑی امرتسر پہونچی اور دو تین گھنٹے میں ویزا وغیرہ سے فراغت ہوئی۔ خدا کے فضل وکرم سے کوئی دقت پیش نہ آئی۔رات کے پونے آٹھ بجے ہوڑہ ایکسپریس سے روانگی ہوئی اور دو بجے رات سہارنپور میں اُترنا پڑا۔صبح تک اسٹیشن ہی میں رہے۔

سہارنپور میں: نماز فجر کے بعد اسٹیشن سے نکلے کہ اس شہر کے سی آئی ڈی انسپکٹر کے ہاں ہمیں آمد کی اطلاع درج کرانی ضروری تھی' اس وحشت کدۂ غربت میں خدا نے مولانا عبدالحفیظ صاحب دیروی مدرس مظاہر العلوم سہارنپور سے برسرراہ ملایا ان کے ساتھ مدرسہ خلیلیہ شاخ مظاہر العلوم گئے' کچھ دیر آرام کیا، چائے پی اور دوپہر کا کھانا انکے مکان پر کھایا اس کے بعد ویزا آفس گئے اور اندراجات کرآئے۔ظہر کی نماز پڑھی اور بس کے ذریعے اپنی منزل مقصود وکعبہ عقیدت دیوبند روانہ ہوئے۔اسی دن ۳ جون ۳ بجے ظہر دیوبند اترے اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ پہونچے دروازہ ہی میں مولانا عبدالحق دامانی خادم خانقاہ حضرت شیخؒ کھڑے تھے ان کو پہلے سے امید اور انتظار تھا' یہیں پر کپڑے بدلے' چائے سے فارغ ہوئے، مولانا اسعد صاحب خلف الصدق حضرت شیخؒ اور دیگر حضرات سہارنپور دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے ہمارے بھیجنے کی ہدایت بھی کی تھی۔قبل از مغرب اور بعد از عصر مولانا عبدالحق صاحب دامانی نے دارالعلوم کی اجمالی سیر کرائی۔

قبرستان میں قاسمی: مسجد دارالعلوم میں نماز پڑھی اور پھر حضرت شیخ الاسلامؒ حضرت نانوتویؒ۔حضرت شیخ الہندؒ کے مزارات مبارکہ پر حاضری ہوئی۔ آہ کتنی حسرتیں عمر بھر اٹھیں اور نصیب حرمان ہوئیں' حضرت شیخؒ آج دیوبند میں موجود تھے' مگر خاموش سرہانے' بیٹھے اور دل و دماغ نے دل کھول کر حرمان نصیبی کا ماتم کیا۔جذبات

واحساسات نے اپنے فیاض اور مہمان نواز شیخ ؒ کے اس سکوت اور خاموشی اور عدم پذیرائی پر شکوہ کیا مگر عقل نے دامانِ دل تھام لیا کہ اس باب میں شکوہ کی کیا مجال' ہاں حاتم طائی کی قبر نے آ کر ساتھ اترے ہوئے قافلے کی مہمان نوازی فرمائی تھی تو اسلام و آزادی کے ان شیروں نے بھی اپنے نو واردوں کی تواضع دلی سکون اور قلبی طمانیت اور روحانی وارفتگی سے بقدر ظرف مہمان فرمائی۔ قلبی سکون میں ڈوبے ان حسرتوں اور مایوسیوں کے ساتھ ساتھ بہر حال اس سعادت کو بھی غنیمت سمجھا اور خدا کا شکر ادا کیا اپنی فلاح وسعادت کے لئے ان عباد کاملین کی روح پر فاتحہ خوانی کی بعد از عصر خانقاہ میں خانقاہ کے چراغ آخرین اور حضرت شیخ ؒ کے محرم اسرار خادم خاص قاری اصغر علی صاحب مدظلہ بھی وطن سے پہونچے انہیں مولانا اسعد صاحب نے ہمارے آنے کی اطلاع دی تھی ان سے ملے اور پھر شام کو گاڑی سے سہارنپور ایک صاحب کی رہنمائی میں گئے۔

سہارنپور کانفرنس میں: حکیم اسماعیل صاحب دہلویؒ کے مکان پر مولانا اسعد صاحب مدظلہ و دیگر مہمان موجود تھے' مولانا سے ملنا ہوا اور کھانے سے فارغ ہو کر جلسہ گاہ گئے بعد از عشاء قاری محمد طیب صاحب کی صدارت میں کانفرنس شروع ہوئی۔ قاری صاحب کے خطبہ استقبالیہ سے قبل مولانا اسعد صاحب کی تعارفی تقریر اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب مدظلہ کے کلمات دعائیہ کے ساتھ تقریب کا آغاز ہوا۔ جلسہ میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاری کی تقریر ہوئی اور بارہ ایک بجے کے قریب مولانا اسعد صاحب کے ساتھ کار میں رات کے آرام کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم کی قدیم عمارت میں گئے۔

سہوہاری شیخ الحدیث مولانا زکریا قاری طیب مفتی مہدی حسن کی زیارت: رات گزری' صبح حضرت الشیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے ملے ،ان کے مکان میں ان کی مجلس میں صبح کی چائے پی اور پھر حکیم اسماعیل صاحب دہلوی کے مکان میں گئے جہاں اکثر اکابر موجود تھے' یہاں حضرت مہتمم صاحب اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی مولانا مہدی حسن صاحب وغیرہ حضرات سے ملے اور پھر ان حضرات سے رخصت لیکر گاڑی سے دیوبند آئے۔

شیخ الاسلام کے گھر پر قیام: اور پھر آٹھ جون جمعرات تک دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ ؒ کے مکان پر قیام رہا۔ بزرگوں سے ملے، مدرسہ کی اجمالی سیاحت ہوئی، بزرگوں کی شفقتوں اور محبتوں سے مالا مال ہوئے، حضرت شیخ ؒ و دیگر حضرات کے مزارات پر حاضری نصیب ہوتی رہی اور رزہے نصیب ہر صبح وشام کی چائے کی نشست میں حضرت شیخ الحدیث مولانا فخر الدین احمد صاحب مراد آبادی اور حضرت قاری اصغر علی صاحب کی محبت وخلوص صحبت وشفقت سے متمتع ہوتے رہے۔ ۴ جون کی شام کو حضرت مہتمم صاحب نے مکان پر کھانے کیلئے بلایا ،دو ڈھائی گھنٹے انکے فیوضات سُنے ،کھانے کی مجلس میں انکے صاحبزادوں اور جناب مولانا حامد الانصاری غازی بمبئی سے بھی ملاقات ہوئی۔

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی اجازت حدیث: اس دوران ۷ جون کو حضرت شیخ الحدیث صاحب سے تبرکاً بخاری شریف کی چند عبارتیں سُنوا کر دعا لی اور سند حدیث کی خصوصی سند عنایت فرمائی۔ فللہ الحمد والمنہ

سند خصوصی

حضرت الشیخ مولانا الحاج السید فخر الدین احمد صاحب شیخ الحدیث بدار العلوم دیوبند دامت ظلال برکاتہم

الاجازة المسندة لسائر الکتب الحدیثیة

[illegible]

شیخ الحدیث حضرت مولانا فخر الدین احمد ''شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی طرف سے دیئے گئے اجازت نامے کا عکس

رات کو قیام برادر عزیز جگر گوشہ حضرت شیخ "مولانا ارشد مدنی کے مخصوص کمرہ واقعہ برج شمالی متصل دارالحدیث میں رہتا۔۸ جون کو صبح عازم دہلی ہوئے۔ برادرم ارشد صاحب بھی رفیق سفر تھے۔۹ بجے شہر کھتولی میں مولانا خان جہان پوری کی دعوت پر جو خود دیوبند تشریف لا کر دے گئے تھے۔ اُترے مولانا اسٹیشن میں خود موجود تھے ان کے ساتھ بگی میں شہر سے دو میل دوران کے گاؤں خان جہانپور گئے' مولانا حضرت شیخ الہند" اور دیگر ممتاز اکابر تک سے خاص روابط رکھتے تھے' اوران کے اس قلعہ نما مکان میں حضرت شیخ الہند اور حضرت شیخ الاسلام" ودیگر اکابر بارہا فروکش ہوئے ہیں' دو پہران کے ہاں گزاری اور پھر تینوں ساتھی پانچ بجے یہاں سے روانہ ہو کر ۶ بجے دوسری گاڑی سے دہلی روانہ ہوئے' اس گاڑی میں حضرت شیخ الحدیث صاحب بھی تشریف لے جا رہے تھے۔

دہلی کی عظمت رفتہ کا ذکر: رات کے ساڑھے نو بجے گاڑی دہلی اسٹیشن پر کھڑی ہوئی' دہلی صدیوں اسلام کے ایک بہت بڑے حکومت کا پایہ تخت رہا' جہان شاہجہان اور اکبر کی عظمت اور جہانگیر کی عدالت عالمگیر اورنگزیب علیہ الرحمۃ کے خلافت علی منہاج النبوت کے جھنڈے بلند ہوئے اور جہاں خانوادہ ولی اللہی نے قرآن وحدیث کے چشمے بہا کر اطراف واکناف ہند کو شعاع نبوت سے منور فرمایا اور جہاں مجاہد جلیل سید احمد شہد کو درس جہاد دیا گیا اور جہاں سے سید اسماعیل شہید نے ظلمت کدہ ہند کو نور ایمان وہدایت سے روشن کرنے کے لئے عزم فاروقی اور جلال حیدری سے اٹھ کر دشمنان اسلام کے جنود پر یلغار کیا' حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت خواجہ بختیار کاکی اور دیگر ان گنت اولیاء اللہ نے یہاں سے دنیا کو للھیت اور عبدیت خداوندی کا درس دیا۔ اور جس کی گود میں مولانا آزاد" اور دیگر عظماء کے آزادی نے برصغیر ہند کو للکار نے جھنجھوڑے اور بیدار کرنے کے بعد ابدی آرام فرمایا اور آہ جس کی درودیوار پر مسلمانوں کے عظمت رفتہ کے دھندلے نشان ثبت ہیں وہ عظمت جس کے زوال پر اس دہلی میں سر بفلک قطب مینار مرثیہ خوان ہے' وہ دہلی جس میں عالم اسلام کا عظیم الانفرادی مسجد جامع دہلی آج بھی پورے وقار وتمکنت کے ساتھ ہند کے ظلمت کدوں میں براجمان ہے اور جس کی پانچ وقتہ اذانیں اردگرد گری ہوئی انسانیت پتھروں اور بے حس مجسموں کے سامنے ذلیل انسانیت ایک خدا سے ٹوٹی ہوئی مخلوق کو اللہ اکبر اللہ اکبر کی دلدوز صداؤں سے ایک خدا اور اس کی تعلیمات کے سچے اور ابدی علمبردار پیغامبر امن وانصاف ﷺ کی سچائی وصداقت کی تعلیم دی جاتی ہے آہ جسکے لال قلعہ کی ہر ہر اینٹ اور پتھر سے حسرت اور افسوس اور بے کسی وزبوں حالی ٹپکتی ہے اور جس کے خونیں دھبوں میں اپنے وارثوں کیلئے کامیابی وکامرانی کا درس وعبرت کا سامان موجود ہیں۔ (افسوس کہ یہ تحریر یہاں تک ملی اور آگے نامکمل رہی) ...... ذیل کا خط مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد ماجد شیخ الحدیث" کے نام دیوبند سے بھیجا جس میں اس سفر ہند کی بعض تفصیلات پر مزید روشنی پڑتی ہے وہ بھی نذر قارئین ہے۔

سفر دیوبند کے حالات وخانوادہ مدنی اور اساتذہ دارالعلوم دیوبند اور اکابر کی شفقتیں، آل مسلم کنونشن دہلی میں شرکت: ۵/ جون ۱۹۶۱ء ۲۰/ ذی الحجہ بروز پیر دیوبند' مدنی منزل:

قبلہ و کعبہ دارین دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ایک ملفوف پرسوں ارسال خدمت کر چکا ہوں خدا کرے مل چکا ہو۔ پرسوں اور کل سہارنپور مولانا اسعد صاحب کی معیت میں دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی' رات کو جلسہ میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کا خطبہ صدرات اور حضرت مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن کی تقریر سنی اور پھر کل مولانا ارشد سلمہ کے ساتھ دیوبند واپس ہوئے۔ جلسہ کی وجہ سے دارالعلوم کے اسباق ابھی تک بند تھے۔آج بروز بدھ ۵ جون کو اسباق شروع ہو رہے ہیں اکثر اساتذہ وطلبہ آج تک پہونچ جائیں گے ۔حضرتؒ کے مکان پر قیام ہے، حضرت مولانا فخر الدین شیخ الحدیث بھی یہیں رہتے ہیں۔ خانقاہ میں ساری رونق حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحب مدظلہ کے دم خم سے ہے۔ وہ بے پناہ شفقت اور محبت کرتے ہیں۔حضرت مدنیؒ کے صاحبزادے اور حتی کہ گھر والے تک ہر وقت ہمارے آرام کا خیال کرتے ہیں۔اپنے گھر سے بھی زیادہ سکون وراحت میسر ہے۔ حضرت مولانا ارشد میاں تقریباً ہر وقت اور ہر جگہ ساتھ رہتے ہیں۔ یہ سب حضرت والا کی برکات ہیں۔ ورنہ مجھ جیسا کور علم و عمل اور اتنی سعادتیں کہاں' وہی روحانی کیف اور چہل پہل ہے، مگر ان سب خوشیوں کے ساتھ ساتھ ہر وقت یہ حسرت اور درد دل میں اٹھتا ہے کہ حضرت اقدسؒ کی حیات طیبہ میں وسائل ذرائع اور تعلقات کے باوجود ہم تہی دست اس متاع عظمیٰ حاصل کرنے سے محروم رہے۔ تقریباً تمام ملازمین مطبخ وغیرہ پرانے ہیں۔ اور آپ حضرات کی یاد ان کے دلوں میں تازہ ہے۔ مولانا مبارک علی صاحب مدظلہ کل شام وطن سے واپس ہوئے' تفصیلی ملاقات نہیں ہوئی' بے حد کمزور ہو چکے ہیں' انہوں نے آج اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی ہے۔ حضرت مہتمم صاحب سے کل سہارنپور میں جلسہ کے موقع پر ملاقات ہوئی تھی۔آج دیوبند تشریف لائے ہیں، ان شاء اللہ ان کے مکان پر حاضری ہوگئی۔ مولانا اسعد صاحب کی مصروفیتیں بے پناہ ہیں۔ جمعیت کی ساری ذمہ داریاں اور دوڑ دھوپ ان کے سر ہیں۔ خانقاہ میں بھی ان کے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔ آج مظفر نگر میں جمعیۃ کا اجلاس شروع ہوگا سب حضرات وہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ مولانا اعزاز علی صاحب مرحوم کے صاحبزادہ سے ملاوہ بھی سلام فرماتے ہیں۔ ابھی تک دارالعلوم کے شعبوں اور دفاتر اساتذہ دیکھنے کا تفصیلی موقع نہیں ملا۔ کاش فرصت ہوتی تو ایک عرصہ یہاں رہ سکتا۔ گنگوہ اور تھانہ بھون جانے کا بے حد شوق ہے مگر ویزا نہیں اور بغیر ویزا اور رپورٹ کرنے کی ایک جگہ سے دوسرے جگہ نقل وحرکت مشکل ہوتا ہے پھر بھی کوشش ہے کہ یہ سعادت حاصل ہو۔ دو چار دن کے بعد ان شاء اللہ ایک دو یوم کے لئے دہلی جانا ہوگا اور پھر واپسی ہوگی ۔ان شاء اللہ ۱۰ رجون کو تمام ملک کے اصحاب فکر و عمل اور اصحاب رائے کا آل مسلم کنونشن دہلی میں ہو رہا ہے۔ صاحبزادہ ارشد اور ان حضرات کا اصرار ہے کہ مسلم کنونشن میں ہمارے ساتھ شرکت کر لو تو سب اصحاب علم وفکر کو دیکھ لو گے، یہاں بحمد للہ خیریت ہے۔ لو بہت چل رہی ہے' دعا کا طالب ہوں۔ سب متعلقین اور پرسان حال کو سلام مسنون۔ یہ خط ناظم صاحب اور رفقاء کی خدمت میں بھی ہے۔

سمیع الحق دیوبند ۵ جون ۱۹۶۱ء

■ ■ ■

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

تضحیک استہزاء ایک معاشرتی ناسور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باالله من الشیطان الرجیم' بسم الله الرحمن الرحیم قال الله عزوجل یایها الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منهم ولا نسآء من نسآء عسیٰ ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا باالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٓئك هم الظلمون (سورة الحجرات ۱۱)

''اے ایمان والو! ٹھٹھا نہ کریں ایک شخص دوسرے سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے' برے نام ہیں گنہگاری پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہ بے انصاف ہے''

اسباب ہلاکت:

محترم سامعین! گزشتہ جمعہ کو اس آیت کے ابتدائی حصے کے متعلق تفصیل سے بات ہوئی تھی' آج ان شاء اللہ آیت کریمہ کے دوسرے جزو کے متعلق کچھ عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ قرآن کریم کا عجیب انداز ہے کہیں کسی کام کے کرنے پر زور دیتا ہے اور کہیں کسی کام سے منع ہونے پر سختی سے حکم دیا جارہا ہے' ان دونوں باتوں کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک مریض ڈاکٹر یا طبیب کے پاس جاتا ہے تو ڈاکٹر مرض کی تشخیص کے بعد مریض کو دوائی بتا کر پرہیز کے متعلق بھی تاکید کرتا ہے' اب اگر مریض صرف دوائی کے استعمال پر اکتفا کرے اور جس چیز سے ڈاکٹر نے منع کیا ہے اس کے استعمال سے باز نہ آئے۔ تو ہر ذی شعور سمجھتا ہے کہ اس علاج کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ وقت اور پیسوں کی تضیع ہے بلکہ الٹا مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے اسی طرح اگر مریض تمام ممنوعہ اشیاء سے پرہیز تو کرتا ہے مگر وہ ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق دوائی کے استعمال سے نالاں ہے تو پھر بھی یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرض ختم ہونے کی بجائے بڑھ کر اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح کتاب اللہ میں بھی حکیم مطلق اللہ تعالیٰ نے تمام منہیات' ناجائز امور کے ارتکاب سے منع فرمادیا ہے اور جائز کاموں کے کرنے کا تاکید اور حکم دیا ہے' لہٰذا اگر کوئی بندہ تمام نیک افعال کرنے پر تو سختی سے عمل پیرا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی منہیات کا مرتکب ہو رہا ہے' مثلاً نماز پڑھتا ہے لیکن اسکے ساتھ زنا اور دواعی زنا کا مرتکب ہو رہا ہے' زکوٰۃ تو دیتا ہے لیکن چوری اور ڈاکے ڈالنا بھی اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ پابندی سے ہر سال حج کی ادائیگی کر رہا ہے۔ لیکن سود اور جوا بھی اس کا محبوب کارنامہ ہے تو اس کی مثال اس مریض جیسی ہے جو دوائی تو پی رہا ہے اور پرہیز کرنے سے متنفر ہے' ایسے فرد کی صحت

کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔

وزنِ اعمال:

محترم دوستو! اب اگر اس شخص کے یہ نیک اعمال اس درجہ کے ہوں جنہیں عنداللہ مقبولیت کا درجہ حاصل ہو پھر تو اعمال کے وزن کے بعد پتہ چلے گا کہ کون سا عمل میزان میں بھاری ہے۔ نیکی یا بدی۔ لیکن اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ اس شخص کے اعمال حسنہ عنداللہ مقبول ہوں' اچھی اور پائیدار بات پھر یہ ہے کہ تمام بری باتوں سے پرہیز کیا جائے اور نیک کاموں پر مدامت کر کے پُر امید رہے اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا ہے۔ اور اس عقیدہ پر قائم رہے کہ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین "اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرتے"

آیت مذکورہ کا شانِ نزول:

بہرحال رب العالمین نے مذکور الصدر آیات میں ایمان والوں کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کو بُرے لقب یا خراب نام سے نہ پکاریں۔ اس جملے کا پس منظر مفسرین نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے قوت سماع میں کچھ کمزوری تھی کسی بات کو سننا ذرا مشکل ہوتا۔ جب مذکورہ صحابی آنحضرت ﷺ کی مجلس میں آتے تو لوگ آپ کو حضور ﷺ کے قریب جگہ دیتے تاکہ حضور ﷺ سے فرمودات سن سکیں، ایک دفعہ آپ فجر کی نماز میں اس وقت آئے جب ایک رکعت فوت ہو چکی تھی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے نماز ختم کی تو صحابہ کرامؓ جگہ کی تنگی کی وجہ سے اپنی اپنی جگہ پر جم کر بیٹھ گئے۔ مجلس اتنی تنگ تھی کہ کوئی خود سمٹ کر دوسرے کے لئے گنجائش نہیں نکال سکتا تھا۔ نئے آنے والے کو جب بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تو وہ کھڑا ہی رہتا۔ حضرت ثابت بن قیسؓ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو لوگوں کے سروں اور گردنوں کو پھلانگتے حضور اکرم ﷺ کی طرف بڑھے۔ اور لوگوں سے فرمایا جگہ دو' جگہ میں وسعت اور گنجائش پیدا کرو۔ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر جگہ اور گنجائش دینے لگے اسی طرح آپؓ ان کے قریب پہونچ گئے۔ آپ اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ایک آدمی رہ گیا، حضرت ثابت بن قیس نے اس سے بھی فرمایا مجھے جگہ دو اس شخص نے کہا آپ کو جگہ تو مل گئی یہیں بیٹھ جائیں۔ حضرت ثابت اس آدمی کے عقب میں غصہ کی حالت میں بیٹھ گئے۔ یہ بات اس کو بہت بری لگی جب تاریکی چھٹ کر روشنی ہوئی تو حضرت ثابت نے اس شخص کو دبایا اور پوچھا یہ کون شخص ہے' اس نے نام بتایا تو ثابت نے فرمایا یہ "فلاں عورت کا بیٹا ہے" اور اس شخص کے مادری عیوب بیان کر دیئے۔ جو جاہلیت کے زمانہ میں طنزیہ طور پر کہے جاتے تھے' اس شخص نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور ان ہی آیات میں اس بات سے بھی منع کر دیا کہ ایک دوسرے کو بُرے اور غلط نام سے پکارا جائے۔

بُرے القاب سے ممانعت:

لہٰذا فرمایا ولا تنابزوا بالالقاب منابز اور نبذ کے معنی لقب کے ہیں۔ ایک دوسرے کو عار دلانا اور برے لقب سے ایک دوسرے کو پکارنا' مثلاً اے فاسق' اے کافر' اے منافق وغیرہ یا ایسا لقب دینا جس سے عار دلانا مقصود ہو' شرمندگی

مراد ہو، آنحضرت ﷺ نے نہ صرف دوسرے کو بُرے نام سے بلانے سے منع فرمایا بلکہ اس غیر مناسب نام کے رکھنے والے کو نام بدلنے کا حکم فرمایا

برے اور بے معنی ناموں کا بدلنا سنت ہے:

وعن ابن عمر ان ابنةً کانت لعمر یقال لها عاصیة فسمها رسول اللہ ﷺ جمیله (رواہ مسلم)

اور حضرت عمر ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کی ایک بیٹی جس کو عاصیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا (عاصیہ کا معنی ہے گنہگار) حضور اکرم ﷺ نے اسکا نام جمیلہ رکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بُرے ناموں کو بدلنا مستحب ہے چہ جائیکہ کسی مسلمانوں کو ناپسندیدہ نام سے پکارا جائے۔ ایک راوی سے مروی ہے کہ ایک شخص کا نام (اسود) معنی کالا تھا حضور ﷺ نے اس کا نام (ابیض) یعنی گورا رکھا۔ خلاصہ یہ کہ غیر ناشائستہ نام رکھنا اور غیر ناشائستہ نام سے دوسروں کو بلانا شرعاً معیوب ہیں۔

لعن، طعن اور عار موجب ملامت ہے:

عزیزان من! ولا تنا بزو میں تنا بز اور بنز کے معنی لقب ہے۔ ایک دوسرے کو عار دلانا اور برے لقب سے ایک دوسرے کو پکارنا جیسے اے کافر، جھوٹے یا دغا باز یا ایسا لقب جس میں جسے آواز دی گئی ہو تذلیل ہو اسکے بارہ میں ارشاد ربانی ہے ولا تلمزو۔ لمز کے معنی کہ زبان سے کسی کو طعن یا عار دلانا اس دونوں حرکات سے آیت کریمہ میں رب کائنات سے منع فرمایا لہذا مسلمان کو ان دونوں باتوں سے بچنا چاہیے نہ طعن کرے نہ کسی کو عار دلائے اور نہ کسی کو ایسے نام یا لقب سے پکارے جسے سن کر وہ شخص رسوا ہو جائے۔ بعض مفسرین کرام نے یہاں ایک وجہ بھی لکھی ہے کہ تنابز کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی شخص نے ماضی میں کوئی برا عمل کیا ہو جس کے بعد وہ توبہ بھی کر چکا ہو لیکن لوگ گزشتہ عمل کی اسے عار دلائیں اسکی ممانعت اس سے معلوم ہو رہی ہے:

قبیح عمل:

عن معاذ من غیّر مؤمناً بذنبٍ تاب منهُ کان حقاً علی اللہ ان یبتلیه به ویفضحهٗ فیه فی الدنیا والاخرة (رواہ الترمذی)

ترجمہ: یعنی جس شخص نے ایک مومن کو کسی ایسے گناہ پر عار دلائی جس سے اس بندے نے توبہ کر لی تھی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس عار دلانے والے بندہ کو اس گناہ میں مبتلا کر دے گا اور اس گناہ کے سبب اس کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔ آیت کریمہ اور حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسی مسلمان کو غلط نام اور گزشتہ گناہ کے بعد توبہ کرنے کے بعد عار دلانا بُرا اور قبیح عمل ہے۔

کسی کو کافر کہنے کا حکم:

حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے۔ وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ من دعا رجلاً بالکفر اوقال لهٗ عدو اللہ ولیس کذلك حار علیه (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور درحقیقت وہ ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود (اسے کہنے والے پر) لوٹ جاتا ہے یعنی کہنے والا خود کافر یا خدا کا دشمن بن جاتا ہے دوسرے جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: " وعن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ايما رجل قال لاخيه كافر فقد هاء بها احد هما " حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا " جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص کہ جس کو اس نے کافر کہا ہے

(بخاری و مسلم)

محترم دوستو! احادیث ہمیں کیا کیا زجر و توبیخ کا بیان فرما کر امت کو کسی کو کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت پر زور دیتے رہیں آج کل اسکی پروہ ہی نہیں جس کے دل میں جس سے نفرت یا معمولی اظہار خفگی پیدا ہو فوراً اس اندوھناک یعنی لفظ کفر کا اطلاق بغیر تحقیق کے چسپاں کر دیتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس لفظ کے استعمال سے جسکے لئے ذکر کیا وہ کہاں پہونچا اور فتوئی لگانے والے کا کیا انجام ہوگا۔

عیب لگانا فسق ہے:

محترم ساتھیو! اگر ہم اس آیت کریمہ کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ دوسرے کو بُرے نام سے پکارنا خود کو ایسی نام سے موسوم کرنا ہے کیونکہ آیت طیبہ میں "ولا تلمزو انفسكم "مخاطب کا صیغہ استعمال ہوا ہے یعنی اپنے آپ کو برامت کہو۔ مفسرین حضرات اس کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ مسلمان چونکہ دوسرے مسلمان کا بھائی ہے بلکہ تمام مسلمان باہمی طور پر کجسدٍ واحد ہیں اسی طرح دوسرے آیت مبارکہ میں مذکور ہے " ولا تقتلوا انفسكم " دوسرا فرمان الٰہی ہے " سَلِمو اعلى انفسكم "یعنی ایک دوسرے کو قتل مت کرنا کیونکہ مسلمان ایک جان کی مانند ہیں تو دوسرے مسلمان کا قتل گویا ایسا ہے جیسے اپنے آپ کو قتل کرنا ہے اور دوسرے مسلمان کو سلام کہنا اپنے آپ کو سلام کہنا ہے مطلب ظاہر ہے کہ ایک عقلمند کا دوسرے پر عیب لگانا اپنے آپ پر عیب لگانا ہے اسی کو مفسرین نے فسق سے تعبیر فرمایا ہے ارشاد باری ہے۔" بئس الاسم الفسوق بعد الايمان "

آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے ہر شخص کے دو یا تین نام ہوا کرتے تھے جب کوئی شخص ان ناموں میں کسی نام پر ناراض ہو جاتا تو لوگ کہتے یا رسول ﷺ یہ شخص اس نام سے ناراض ہو جاتا ہے تو اس پر یہ مذکورہ آیت مبارک نازل ہوئی کہ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام رکھنا بُرا ہے ومن لم يتب فاؤ لئك هم الظلمون اور جو ان حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے تو بلاشبہ ظلم کرنے والے ہیں۔

لقب بطورِ صفت مستحسن ہے:

محترم سامعین! مذکورہ آیت شریف اور احادیث مبارکہ سے بات واضح ہوگئی کہ کسی مسلمان کو ایسے لقب یا نام سے نہ پکارا جائے جس کو سن کروہ مسلمان ناراض ہو جائے یا کسی مسلمان کی دل آزاری ہو جائے۔ ہاں اگر لقب یا نام ایسا

ہو کہ جس کے استعمال سے بندہ ناراض نہ ہوتا ہو تو پھر صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن بھی ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ کا لقب صدیق اور عتیق تھا۔ حضرت عمرؓ کا لقب فاروق حضرت حمزہؓ کا اسد اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا سیف اللہ تھا۔ اسی طرح اگر کسی وصف کے ذکر کرنے سے موصوف کا عیب مراد نہ ہو بلکہ صرف صفت بیان کرنا ہو تو پھر جائز ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا کہ اس بات کا گناہ ہے کہ کوئی کہے حمید الطویل ، سلیمان الاعمش ، وحید الاعرج و مروان الاصغر آپ نے فرمایا: اگر اس سے متکلم کی مراد کوئی عیب بیان کرنا ہو تو پھر یہ ممنوع اور گناہ ہے لیکن اگر کوئی صفت بیان کرنی ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں اسلئے کہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے قال رأیت الا صلع یعنی عمربن خطاب یقبل الحجر فی روایة الا صلع میں نے اصلع یعنی عمر بن خطاب کو دیکھا جو حجر اسود کو چوم رہا تھا اور ایک روایت میں یہ لفظ اصلع آیا ہے۔

جہنم سے حفاظت:

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو لعن وطعن، فحش گوئی، عیب جوئی، تہمت، بہتان وغیرہ سے منع فرمایا اس سلسلہ میں قرآنی آیات کے علاوہ احادیث کا ذخیرہ بھرا ہوا ہے اور نبوی ﷺ ہے۔

عن معاذ ابن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ من حمیٰ مو مناً من منافق أراه قال بعث الیه ملکاً یحمی لحمهٗ یوم القیامة من نار جهنم ومن رمیٰ مسلماً بشیءٍ یریدشینه به حبسهٗ الله تعالیٰ علی جسر جهنم حتی یخرج مما قال (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رسول اللہ ﷺ سے ارشاد پاک نقل کر رہے ہیں کہ جو شخص کسی مومن کی کسی منافق سے حفاظت کرے اور اللہ ایک فرشتہ مقرر فرمائیں گے جو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے اسکی حفاظت کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان پر تہمت لگائے جس سے وہ اس میں عیب لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو جہنم کے پل صراط پر رد کرے گا یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے کیا۔ حدیث شریف میں کسی پر تہمت لگا کر اس کے عیب بیان کرنے کی سزا پا کر اسکے بعد خلاصی پائے گا اسی طرح ایک حدیث میں ، بدگمانی ، عیب جوئی ، جاسوسی ، دھوکہ دہی اور حسد کرنے سے منع کر کے اس کے مرتکب کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی۔

بدگمانی سے بچو:

اسی طرح رحمۃ العالمین نے بدگمانی کی بھی شدید مذمت فرمائی ہے۔

وعن ابی هریرةؓ قال انّ رسول الله ﷺ قال ایا کم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسوا ولا تجسسوا ولا تنا جشوا ولا تحاسدوا ولا تباعضوا ولا تدابروا و کونوا عباداللّٰه اخواناً فی روایته لا تنافسوا (بخاری مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بدگمانی کرنے سے بچو اسلئے کہ بدگمانی بدترین

جھوٹ ہے اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو اور جاسوسی نہ کرو اور نرخ بڑھانے اور دھوکہ دینے کیلئے قیمت بڑھا کر نہ لگاؤ اور ایک دوسرے سے ضدمت کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھا اور ایک دوسرے سے پشت نہ پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں فخر نہ کرو۔آپ ﷺ نے تمام ممنوعہ اشیاء واضح طور پر ارشاد فرمائے۔ذکر کردہ امور مسلمانوں کے اندر افتراق انتشار پیدا کرنے کے ذرائع میں اسلیئے رب العزت اور آنحضرت نے اختلاف اور فسادات برپا کرنے کے وسائل و ذرائع سے بھی منع فرمایا ان تمام باتوں پر عمل کر کے ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن سکتے ہیں۔

گالی گلوچ فسق ہے:

خطبہ کے ابتدائی آیت کریمہ میں فسق یعنی فسوق کا ذکر آیا ہے کسی انسان کا برائی اور بدی کیساتھ تذکرہ کرنا اسمیں گالم، گلوچ بھی داخل ہے جسکو حدیث شریف میں فسق سے تعبیر کیا گیا ہے ارشاد ہے "سباب المسلم فسوق وقتاله كفر" مسلمان کو گالی دینا فسق اور قتل کرنا کفر ہے یعنی جب اس کے قتل کو حلال جانے یہاں تک کہ اگر کوئی کافر مسلمان کو گالی دے تب بھی اسکو جواب دینے سے منع کیا جاتا ہے کہ گالی دینا مسلمان کی شان نہیں ہے میں آپ لوگوں کو ہمیشہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا واقع سناتا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص حضرت ابو بکر صدیقؓ کو گالیاں دے رہا تھا اور نبی کریم ﷺ بھی تشریف فرما تھے اور مسکرا رہے تھے۔جب اس شخص نے اپنی گالیوں کو زیادہ کر دیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی بعض باتوں کو جواب دے دیا جس پر نبی کریم ﷺ اس قدر ناراض ہو گئے کہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب وہ شخص مجھ کو گالی دے رہا تھا جبکہ میں خاموش تھا تو آپ ﷺ تشرف فرما تھے اور مسکرا رہے تھے اور جب میں نے ان کی چند باتوں کو جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر تشریف لے گئے ،اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ! تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو اسکی گالیوں کا جواب دے رہا تھا۔جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا اس لئے میں اٹھ کھڑا ہوا۔اسی لئے بری بات ایک مسلمان کیلئے کہنا تو درکنار اسکا جواب دینے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔

توبہ کرو:

آخری جملہ آیت مبارکہ کا یہ ہے کہ ومن لم يتب فاؤ لئلك هم الظالمون کہ اگر ان واضح ارشادات کے باوجود بھی کوئی بندہ فحش گوئی فسق و فجور کی باتوں ، طعنہ زنی اور دوسرے کو برے القابات سے پکارنے سے باز نہیں آتا اور ان منہیات سے توبہ نہیں کرتا تو پھر یہ بڑا ظالم ہے اور آپ اپنے آپ پر ہی ظلم کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق مجھے اور آپ سب کو عطا فرمائے اور ہر قسم کی بری باتوں اور فسق فجور سے حفاظت فرمائے۔آمین

■ ■ ■

جناب ظفر دارک قاسمی *

رسول کریم ﷺ کے دعوتی مکاتیب کی معنویت عہد حاضر میں

محمد ﷺ کی حیات طیبہ تمام عالم انسانیت کے لیے نمونہ عمل ہے اللہ تعالیٰ انسانیت کی ہدایت اور تعمیر و ترقی کے لیے وقت اور حالات کی مناسبت سے ہر دور میں اپنے منتخب و برگزیدہ بندوں کو مختلف اقوام میں مبعوث کرتا رہا ہے جو انسانی تہذیب وتمدن کے سچے علمبردار رہے تاریخ شاہد ہے کہ جب نبوت کا بارگراں پڑنے سے آپ ﷺ کو خوف زدگی کی کیفیت محسوس ہوئی اور پورا واقعہ حضرت خدیجہؓ کو سنایا اور کہا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے اس وقت حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے جو کچھ کہا وہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے بخاری شریف میں ہے ''ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کریگا، بے شک آپ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں بے سہارا لوگوں کا بار اٹھاتے ہیں۔ ناداروں کو کما کر دیتے۔ مہمان نوازی کرتے ہیں، نیک کاموں میں مدد کرتے ہی۔'' بظاہر یہ پانچ صفات ہیں مگر اس میں خدمت خلق وفلاح عام کی قابل تقلید مثال موجود ہے جو کہ زمان و مکان سے بالاتر ہر انسان کے لیے نمونہ ہے۔ اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی سرشت میں بھی انسان دوستی رکھ دی گئی تھی۔ وجہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی امن و امان اور انسانیت کو بلند مقام بخشنے کی سچی داستان ہے۔ آپ نے بعثت سے قبل بھی امن ہقومی یکجہتی اور انسان دوستی کی بحالی کی بھرپور کوشش کی کیونکہ اس وقت دنیا میں نزاع، بدامنی، خلفشار کا دور دورہ تھا۔ برائیوں کا سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا ماخذ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حرب فجار خونریزی میں سب سے زیادہ مشہور ہوئی۔ یہ جنگ قبیلۂ قریش اور قیس کے درمیان ہوئی تھی، اس طرح کی متواتر لڑائیوں سے سینکڑوں گھر برباد ہوگئے اور قتل و غارت گری ایک عادت بن گئی یہ دیکھ کر بعض طبقوں میں امن وسلامتی کی تحریک پیدا ہوئی اور خاندان کی سرکردہ شخصیات اور رسول ﷺ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تجویز پر ۲۰؍ذی القعدہ عام الفیل میں ایک معاہدہ ہوا جس میں آپ ﷺ بھی شریک تھے۔ قیام امن کے اس معاہدہ کو تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس معاہدہ کے وقت آپ ﷺ کی عمر بیس سال تھی یہ معاہدہ آپ کے نزدیک اتنا اہم تھا کہ آپ عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے ''عبداللہ بن جدعان کے گھر معاہدے کے وقت میں موجود تھا۔ اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو لینا پسند نہ کرتا۔ اسلام میں اس

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ دینیات، اے ایم یو، علی گڑھ

معاہدہ کے لیے بلایا جائے تو میں ضرور شریک ہوں گا'' یہ بھی فرمایا کہ ''جاہلیت میں جو معاہدہ تھا، اسلام نے اسی کے استحکام ہی کو بڑھایا ہے''

اس معاہدے میں بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد اور بنو تمیم شامل تھے۔ معاہدہ کی اہم نکات یہ ہیں۔ (۱)ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے (۲)ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے (۳)ہم غریبوں کی امداد کیا کریں گے۔ (۵)ہم مکہ یا غیر مکہ کے مظلوموں کی حمایت کریں گے۔ اس معاہدہ سے اندزہ ہوتا ہے کہ آپ قیام امن اور خدمت انسانیت کو کس درجہ اہمیت دیتے تھے سچی بات یہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسی قوم نظر نہیں آتی تھی جو انسانیت کو سنبھالا دے۔ ظلم وعداوت، قتل وقتال اور بدامنی اور حکم عدولی جیسے جرائم آخری حدوں کو پار کر چکے تھے۔ حق وصداقت نام کی کوئی چیز نہیں تھی ۔ حضرت سلمان فارسی جیسے ایمان ویقین کے متلاشی کو ایران سے لیکر شام کی آخری حدوں تک صرف چار اشخاص ایسے ملے تھے جو انبیاء کے بتائے ہوئے راستے پر تھے۔ اس عالم گیر تاریکی، پستی کا نقشہ قرآن مجید اس طرح کھینچتا ہے۔ ''خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے'' انسانیت کی پستی انتشار اور خدا فراموشی کی ایک مؤثر تصویر حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے استفسار پر مہاجرین کی طرف سے حضرت جعفر طیار کی جانب سے کی جانے والی تقریر میں نظر آتی ہے۔ ''اے بادشاہ ہم جاہلیت میں پڑی ہوئی قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ فحش کام کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے۔ پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے۔ عہد و پیمان کا پاس کرنے میں بُرا رویہ رکھتے تھے اور ہم میں طاقتور کمزوروں کو کھا جاتا تھا'' انسانیت کی اس زبوں حالی میں اللہ رب العزت کی طرف رسول رحمت کا ورود مسعود ہوا بعثت کے بعد کفار مکہ نے آپ کو اور آپ کے جانثار صحابہؓ کو سخت ترین اذیتیں پہنچائیں۔ اسی اثناء حضور ﷺ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی چنانچہ سن ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی جو بقائے باہم۔ امن وامان پر مبنی تھی۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے مختلف غیر مسلم امراء کو دعوتی خطوط روانہ فرمائے۔ جن کا مقصد تمام انسانیت کو امن وسلامتی کی آزادی، اخوت، مساوات اور حق شناسی سے آشنا کرانا تھا حضور ﷺ نے ان دعوتی خطوط کے ذریعہ لوگوں کو سچی ہمدردی سکھائی اور فساد زدہ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کی کامیاب ترین سعی کی اس دنیا کو چین وسکون کی اس وقت بھی ضرورت تھی چنانچہ آج بھی اس دنیا کو عدل و انصاف امن وشانتی کی شدید ضرورت ہے۔ جو دعوتی مکتوب آپ ﷺ نے بادشاہوں کو روانہ فرمائے تھے ان کی اہمیت افادیت کو بڑھانے کے لیے چند پہلو ابھر کر سامنے آتے ہیں جن کو سطور ذیل میں بیان کیا جائیگا۔ دراصل ان دعوتی خطوط کے ذریعہ نوع انسانیت کو خیر خواہی شانتی اور جذبہ خیر سگالی کا درس دینا مقصد تھا۔

ان خطوط کو دو بنیادی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ایک، مسلم امراء وقبائل کے نام۔ دوسرے، غیر مسلم امراء وقبائل کے نام۔

رسول اللہ ﷺ نے جن مسلم امراء قبائل، غیر مسلم بادشاہوں کو خطوط ارسال فرمائے، ان کی تعداد میں تقریباً تین سو پچاس ہے ان میں سے چند نمایاں حسب ذیل ہیں:

شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی، شاہ روم قیصر ہرقل، فارس کسریٰ، خسرو پرویز، شاہ اسکندریہ ومصر مقوقس، شاہ بحرین منذر بن ساویٰ شاہ یمامہ ہوذہ بن علی، شاہ دمشق حارث غسانی شاہ عمان جیفر وعبد، اہل نجران مسیلمہ کذاب، بنو جذامہ، بنو بکر بن وائل ذی الکلاع وغیرہ۔...... چند غیر مسلم امرا کے علاوہ اکثر امراء وقبائل نے اسلام قبول کرلیا اور کفر کے اندھیروں سے نکل کر ایمان واسلام کی روشنی میں آگئے۔ رسول ﷺ نے غیر مسلموں کے علاوہ امراے قبائل کے نام بھی فرامین جاری فرمائے۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔ خالد بن ولید، منذر بن ساویٰ، فردہ بن عمرو جذامی، اکیدر، وائل بن حجر، مالک بن نمط، بنی نہد، اہل حضرموت، قبائل عباہلہ

پہلی خصوصیت

اگر ہم ان کو ادبی نقطہ نظر سے دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مراسلات ادب نگاری کا بہترین مرقع ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مراسلات میں مکتوب نگاری کی تمام عمدہ واعلیٰ خوبیاں نمایاں ہیں۔ کلام اللہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی گفتگو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے یکتا ہونے کے ساتھ ساتھ عروج وکمال کی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ آپ ﷺ کے مراسلات طوالت بیان سے پاک اور مسجع ومقفیٰ عبارت آرائی کے تکلف وتصنع سے کوسوں دور ہیں۔ الفاظ کے گورکھ دھندوں اور لفظ و بیان کی نمائش کے بجائے اسلوب کی سادگی نمایاں ہے، مراسلات ایجاز واختصار کا عظیم شاہکار ہیں۔ مراسلات کے علاوہ یہ خصوصیت آپ ﷺ کی عام گفتگو میں بھی پائی جاتی ہے۔ مراسلات کا ہر جملہ پیغمبرانہ صداقت وامانت کا آئینہ دار ہے۔ یہ پختہ یقین، بلند حوصلہ اور عزم مصمم کے ساتھ دعوت حق سے معمور ہیں۔

دوسری خصوصیت

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ مراسلات دعوتی انداز سے بھی انتہائی اہم ہیں ہمارے ماخذ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین عرب کے علاوہ عیسائی، یہودی اور مجوسی امراء اور سرداروں کے نام دعوتی پیغامات اور مراسلات کا سلسلہ جاری رکھا جن میں انھیں وعظ ونصیحت کی گئی اور ایمان یقین اور عمل کی دعوت دی گئی۔

مشرکین عرب کے نام دعوتی پیغامات میں آپ نے انھیں شرک و بت پرستی سے اجتناب اور تنہا اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دی اور اپنی آخرت کو سنوارنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے پر یقین کی دعوت دی۔ علاوہ ازیں رسالت محمدی تسلیم کرنے کو کہا اور دینی و دنیاوی معاملات میں اتباع نبوت کا حکم دیا۔

عیسائیوں کے نام دعوتی مراسلات میں انھیں مشترک امر یعنی توحید اور عیسیٰ بن مریم کے اللہ کا بندہ و

رسول اور کلمۃ اللہ ہونے کے ناتے سے اسلام اور اپنی نبوت کی تصدیق واتباع کی دعوت دی ہے جیسا کہ قیصر، مقوقس اور اہل نجران کے نام خطوط سے عیاں ہے۔

مجوسیوں کے نام پیغام میں آپ نے انھیں اہرمن اور یزداں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ عزوجل کی طرف بلایا اور تمام کائنات کے لیے اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا، اور انھیں توحید اور رسالت پر ایمان کی دعوت دی جیسا کہ خسرو پرویز کسریٰ کے نام خط سے ظاہر ہے۔ کسریٰ سے اسلام قبول کرنے کی صورت میں امن وسلامتی کا وعدہ فرمایا اور اسلام قبول کرنے سے انکار کی صورت میں اسے تمام اہل فارس کی گمراہی اور تباہی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ لیکن اس بدبخت نے رسول اللہ ﷺ کے نامۂ مبارک کو پھاڑ ڈالا۔ رسول اللہ نے اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی پیش گوئی فرمائی جو کہ سچ اور درست ثابت ہوئی۔

تیسری خصوصیت:

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ مسلم امراء وقبائل کے نام مراسلات دعوتی نوعیت کے نہیں، بلکہ وعظ ونصیحت پر مبنی ہیں اور بعض نماز، روزہ کے مسائل اور خصوصاً زکوٰۃ کی تفصیلات پر مشتمل ہیں، مثلاً زکوٰۃ کی مقدار نصاب، واجب زکوٰۃ میں دیے جانے والے مال کی اہمیت نوعیت اور حالت وغیرہ۔ مسلم امراء کے نام بعض مراسلات انتظامی نوعیت کی ہدایت پر مشتمل ہیں مثلاً امراء کو آراضی دینے اور ان کی حکمرانی کو برقرار رکھنے کے احکام۔ اہل دومۃ الجندل کو ملکیت باغات اور آراضی کی نوعیت کا خط لکھ کر ایک قسم کا معاہدہ فرمایا۔ اسی طرح وائل بن حجر کے نام خط میں ان کی تمام جائیداد کو ان کی ملکیت میں برقرار رکھا گیا ہے اور کسی دوسرے آدمی کے اس زمین سے ہر قسم کے تعرض کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ معاہدات کے ضمن میں مختلف قبائل کو عہد وپیماں پر کاربند رہنے اور رسول اللہ ﷺ کی حرمت کا لحاظ رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ مسلم امراء وقبائل کو ایمان وعمل پر ثابت قدم رہنے کی صورت میں اجر وثواب، انعام واکرام اور جنت کی خوش خبری سنائی گئی ہے۔ جبکہ غیر مسلم امراء کو اسلام قبول کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے پر امن سلامتی اور مغفرت وبخشش کی نوید دی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بحیثیت بشیر ونذیر پیغمبرانہ صداقت کی وجہ سے کفار کو ڈنکے کی چوٹ پر ایمان سے انکار کی حالت میں جزیہ اور جزیہ سے انکار پر جنگ کی دھمکی دی اور جہنم کے عذاب سے ڈرایا دھمکایا اور اس کو اس سے آگاہ کردیا کہ حکمراں وسردار قبیلہ کے اسلام قبول نہ کرنے پر اس کی تمام رعایا اور اہل قبیلہ کا گناہ اس کی گردن پر ہوگا، جب کہ مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عدم عمل کی صورت میں ان کی املاک کی واپسی اور امراء وقبائل کی معزولی کی دھمکی دی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ڈرایا ہے۔

چوتھی خصوصیت

سیاسی ہے ماخذ بتاتے ہیں کہ ساتویں صدی عیسوی میں دنیا میں دو بڑی بنیادی سلطنتیں قائم تھیں، یعنی

سلطنت روم اور سلطنت فارس، جبکہ جزیرہ نمائے عرب میں قبائلی طرز زندگی رائج تھا۔ سلطنت روم میں عیسائی مذہب ترقی کر رہا تھا کیونکہ قیصر مذہباً عیسائی تھا اور مسیحی مذہب کو سرکاری سرپرستی حاصل تھی یہی حیثیت فارس میں مجوسی مذہب کو حاصل تھی۔ اور وہاں کی آبادی اہرمن اور یزداں کو اپنا خالق تصور کرتی تھی۔ جزیرۂ عرب میں گردش ایام نے ملت ابراہیمی کی جگہ بت پرستی کو جنم دیا۔ لوگوں نے ملت ابراہیمی سے روگردانی کی اور اللہ کے علاوہ کئی معبودان باطلہ بنالیے تھے۔ یونان رومی مسیحی گمراہیوں کا شکار ہو چکے تھے، فارسی عوام تو ہم پرستی میں مبتلا تھے اور عرب قبائل ملت ابراہیمی سے انحراف کے علاوہ فخر ومباہات اور شدید باہمی نفرت اور تعصب کی فضا میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ پوری دنیا کفر وشرک کی لپیٹ میں تھی۔ اور کفر وشرک کی ظلمت چاروں طرف چھائی ہوئی تھی۔ انسانیت گمراہیوں کی دلدل میں بری طرح دھنسی ہوئی تھی اور ظلم وستم کی چکی میں بری طرح پس رہی تھی۔ اب وقت آگیا تھا کہ دنیا سے ظلم وستم کا راج ختم کر دیا جائے، ذات پات کی اونچ نیچ اور امیر وغریب اور آقا وغلام کا فرق مٹا دیا جائے اور کفر وشرک کی بیخ کنی کر دی جائے۔ دنیا میں ہمہ گیر اور عالم گیر امن کی ضرورت تھی لہٰذا دنیائے ضلالت کے عین وسط میں محمد ﷺ آفاقی امن وفلاح کا پیغام لے کر فاران میں نمودار ہوئے اور لوگوں کے سامنے اپنا پیغام پیش کیا چند ارواح مقدسہ نے اس پیغام کو دل و جاں سے قبول کر لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے فیض یاب ہونے لگے تھے۔ اب وقت آگیا تھا کہ جزیرہ عرب کو رشد وہدایت کی آغوش میں لینے کے بعد رحمۃ للعالمین ہونے کا عملی مظاہرہ کیا جائے چنانچہ جاں نثاروں کو جمع کر کے اعلان کیا گیا کہ مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور رسول بنا کر بھیجا گیا۔ لہٰذا پیغام امن و انقلاب لے کر قریب و بعید قبائل اور ارباب اقتدار کے پاس جاؤ اور انھیں اسلام کی آغوش میں لے آؤ۔ بصورت دیگر وہ ذلیل و رسوا ہو کر جزیہ دینے کے لیے آمادہ ہو جائیں ورنہ اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کے لیے تیار رہیں۔ کیونکہ یہی اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ مذکورہ تینوں صورتوں میں سے ایک کے انتخاب میں ہر شخص کو ضمیر واظہار رائے کی مکمل آزادی دی گئی چنانچہ کئی ایک حضرات نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور کئی ایک نے خاموشی اختیار کر لی۔ صرف کسریٰ نے اپنی بدبختی کو دعوت دی اور نامہ مبارک کو چاک کر کے قعر مذلت کے کنویں میں جا گرا اور ہمیشہ کے لیے ناکام و نامراد ہو گیا۔

جہاں دیگر عرب قبائل اور روم و فارس اور حبشہ کے حکمرانوں کو دعوتی مراسلات ارسال کیے گئے، وہاں یمن کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ یمن اپنی زرخیزی، شادابی، خوش حالی اور منظم و مستحکم نظام حکمرانی کی وجہ سے عرب کے دیگر علاقوں کے مقابلے میں نمایاں و امتیازی حیثیت رکھتا تھا لہٰذا عالمی دعوتی پروگرام میں یمن پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اکثر خطوط اس علاقے سے تعلق رکھنے والے قبائل کی طرف لکھے گئے۔ مراسلات کے ذریعے دی جانے والی دعوت کو قبول کرتے ہوئے مندرجہ ذیل قبائل و وفود کی صورت میں دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور

اسلام سے بہرہ ور ہو کر رشد و ہدایت کے ستارے بن کر دنیا کو جگمگایا۔

وفد عبدالقیس، وفد اشعریین، وفد کندہ ازد، وفد ہمدان، وفد غامد، وفد نخع، وفد بنی الحارث، وفد دوس، وفد تجیب، وفد بہرہ اور وفد نجران و حضر موت۔

یہ وفود اپنے سرداروں اور ممتاز افراد کی قیادت میں حاضر ہوئے اور ذہنی فکری انقلاب کے بعد دینی مسائل سیکھتے، سیاسی نکات حاصل کرتے اور نصائح سے فیض یاب ہو کر اصول جہاں بانی و حکمرانی معلوم کر کے اپنے اپنے علاقوں کو واپس روانہ ہو گئے۔

پانچویں خصوصیت

یہ خصوصیت بھی انتہائی اہم ہے یعنی امن و امان کا قیام اور ظلم و زیادتی کا سد باب ان مراسلات میں ایمان کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ امن و سلامتی کا قیام بھی موجزن ہے۔ نیز ان کو ایک طرح کی سیاسی عدالتی اور سرکاری حیثیت حاصل ہے۔ رسول ﷺ نے اپنی نبوی زندگی میں انسانی جانوں کے احترام کی لازوال مثالیں قائم کی۔ ماخذ بتاتے ہیں کہ ۲۳ سالہ نبوی زندگی میں چھوٹی بڑی ۸۳ جنگیں لڑیں جن میں ۵۶ سرایا اور ۲۷ غزوات ہیں ان جنگوں میں ۲۵۹ مسلمان شہید اور ۷۵۹ کفار مارے گئے جبکہ ایک مسلمان اور ۶۵۶۴ کفار اسیر ہوئے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب عہد نبوی کے میدان جنگ میں جو تبصرہ کیا ہے وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

''عہد نبوی ﷺ کی جنگیں تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور پر ممتاز ہیں اکثر دگنی تگنی اور بعض وقت دس گنی قوت سے مقابلہ ہوا اور تقریباً ہمیشہ ہی فتح حاصل ہوئی۔'' تاریخ میں لکھا ہوا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبیؐ و صحابہؓ مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوتے ہیں تو اہل مکہ کے ساتھ درگذر اور رواداری کا جو سلوک فرمایا۔ انسانی تاریخ میں اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ تمام مجرمین سزا کے منتظر کھڑے تھے مگر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو۔ آج اکیسویں صدی کی غالب تہذیب کو اپنی نام نہاد انسانی آزادیوں پر فخر ہے مگر ایک فاتح قوم کی صورت میں مفتوحین کے ساتھ جو توہین آمیز سلوک روا رکھتی ہے اس کو اگر رسول رحمت کے دعوتی مکاتیب کی روشنی میں دیکھا جائے تو انسانیت شرمسار ہو جاتی ہے۔ __ ان دعوتی مکاتیب کا بنیادی مقصد بھی اتحاد امت عدل و مساوات کو پروان چڑھانا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ جن امراء نے ان مکتوب کی آواز پر لبیک کہا وہ خود دنیا میں امن و امان اور حق و صداقت کے علمبردار بنے رہے۔ محمد ﷺ نے ان مکتوبات کے ذریعہ بھی نوع انسانیت کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی ہے چنانچہ عہد حاضر میں بھی دنیائے انسانیت کو اخوت، شانتی، عدل مساوات کی سخت ضرورت ہے اگر ہم ان بنیادی حقوق کو تلاش کریں تو ہمیں عہد رسالت میں ان گنت نمونے مل جائیں گے جو عالم انسانیت کو کامیاب و کامران بنانے میں معاون ثابت ہوں گے۔ ■ ■ ■

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی و تصنیفی خدمات

(قسط ۹)

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔ امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { مولانا سمیع الحق }

اَلحمدُلِلّٰہِ الّذی رَفَعَ منارَالعلم فی کلّ مصرٍ وعصر، وأقام أهلَهٗ ظاهرین علی الحقّ مؤیّدین بِالفتحِ والنّصر، والصّلوة والسّلام علی سیّدنا محمّدِنِ المُنزَل علیه سورةُ الفتحِ والنّصر، وعلی آلهٖ وصحبهٖ صلوةً وسلامًا لایحویهما عَدٌّ ولاحَدٌّ ولاحصر، ماروٰی محدِّثٌ حدیثًامرفوعًا فأزَاحَ عن رُواتهٖ وَصْمةَ الحصر.

اَمّابعد! بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں اُصولِ حدیث (جسے علوم الحدیث، مصطلح الحدیث، اورعلم درایۃ الحدیث بھی کہتے ہیں) میں علماء احناف کی چارسو (۴۰۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

اَب اِس علم میں حضرات علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخِ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان' وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

۴۰۱۔" المسلسلات "(الأحاديث المُسَلْسَلة) تاليف الشّيخ العلّامة أبی العبّاس جعفر بن محمّد بن المعتزّ بن محمّد بن المُستغفِربن الفتح المُستغفِری النّسفی الحنفی، المولود سنة ۳۵۰ھ، المتوفّٰی سنة۴۳۲ھ

۴۰۲۔" أسامیّ شیوخ البخاری" تالیف الشّیخ الامام المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفضائل رضیّ الدّین الحسن بن محمّد بن الحسن بن حیدر بن علیّ القرشیّ العدویّ العُمریّ الصّغانی، الحنفی، المولود بِمدینة لاهور سنة ۵۷۷ھ، المتوفّٰی بِبغداد سنة ۶۵۰ھ

(یہ کتاب "دارعالم الفوائد" ریاض، سعودی عرب سے ۱۴۱۹ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)۔

۴۰۳۔" النّاسخ والمنسوخ فی الحدیث " تالیف الشّیخ الامام أبی المؤیّد محمّد بن محمود بن محمّد بن حسن الخوارزمی الحنفی،المعروف بِالخطیب، المولود بِخوارزم فی الثّانی عشرمن ذی الحجّة سنة ۵۹۳ھ، المتوفّٰی بِبغداد فی ذی القعدة سنة ۶۵۵ھ وقیل سنة ۶۶۵ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)۔

۴۰۴۔"مَشْیَخَةُ القُطْبِ الحَلَبی" لِلشّیخ الحافظ المتقن المحدّث قطب الدّین أبی علی أوأبی محمّد عبدالکریم بن عبدالنّور الحَلَبی ثمّ المصری،الحنفی، المولود سنة ۶۶۴ھ، المتوفّٰی سنة ۷۳۵ھ

(المشیخة: بِفتح المیم وکسرها وسکون الشّین المعجمة وفتح التّحتیّة وضمّها أیضًا، وفتح المیم وکسرالشّین المعجمة أی وإسکان الیاء جمع الشّیخ بِالفتح...ثمّ استعملت المشیخة علمًا علی الکراریس الّتی یجمع الانسان فیهاشیوخَهٗ وهواصطلاح قدیم ، والکرّاسة: الجزء من الکتاب و: إضمامة من الورق تهیأ لِلکتابة فیها، والجمع الکراریس والکُرّاسات)

۴۰۵۔"زوائد ابن حبّان علی الصحیحین" تالیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبداللّٰه مُغُلْطای بن قِلِیج بن عبداللّٰه البَکْجَرِی المصری الحنفی، المولود سنة۶۸۹ھ ، المتوفّٰی فی شعبان سنة ۷۶۲ھ

۴۰۶۔" الوفیات " تالیف الشّیخ الامام العلّامة محیّ الدّین أبی محمّد عبد القادر بن محمّد بن محمّد بن نصراللّٰه بن سالم القرشیّ المصریّ الحنفی، المولود سنة ۶۹۶ھ ، المتوفّٰی سنة ۷۷۵ھ

۴۰۷۔" مَشْیَخَةُ المَجْد الحنفی" لِلشّیخ المُسْنِد النّسّابة القاضی أبی الفداء مجد الدّین اسمٰعیل بن ابراهیم بن محمّد بن علیّ الکنانی البلبیسی ثمّ المصری،الحنفی، المولود سنة ۷۲۸ھ ، المتوفّٰی سنة ۸۰۲ھ

۴۰۸۔" مختصرتاریخ دمشق لِابن عساکر" تالیف الشّیخ العلّامة بدرالدّین محمود بن أحمد العینی ثمّ

المصری، الحنفی، المولود سنة ٧٦٢ھ ، المتوفّٰی سنة ٨٥٥ھ

(حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' (ج۱ص۲۹۴) میں فرمایا ہے کہ ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں أعیان اور رُواۃ کے تراجم اور اُن کی مرویات کو ''تاریخ بغداد'' للخطیب کی ترتیب پر ذکر کیا ہے، لیکن یہ (تاریخ دمشق) اُس سے حجم میں بڑی ہے...اور ''تاریخ دمشق'' لِابن عساکر کو مختصر کرنے والوں میں شیخ علامہ بدرالدّین محمود بن أحمد العینی بھی ہیں)

٤٠٩۔'' تاریخ البدر فی أوصاف أهل العصر'' تالیف الشّیخ العلّامة بدرالدّین محمود بن أحمد العینی ثمّ المصری، الحنفی،المولود سنة٧٦٢ھ، المتوفّٰی سنة ٨٥٥ھ

(یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے اور یہ بہت بڑی کتاب ہے)

٤١٠۔'' عِقدُ الجمان فی تاریخ أهل الزّمان'' تالیف الشّیخ العلّامة بدرالدّین محمود بن أحمد العینی ثمّ المصری، الحنفی، المولود سنة ٧٦٢ھ، المتوفّٰی سنة ٨٥٥ھ

(یہ بھی مخطوطہ کی شکل میں بہت بڑی کتاب ہے اور یہ مولف کی مذکورہ بالا کتاب کے علاوہ ایک الگ مستقل تالیف ہے)

٤١١۔'' کشف القِناع المُرَنَّی عن مهمّات الأسامی والکُنَی'' تالیف الشّیخ العلّامة بدرالدّین محمود بن أحمد العینی ثمّ المصری، الحنفی، المولود سنة ٧٦٢ھ، المتوفّٰی سنة ٨٥٥ھ

(یہ کتاب جدہ، سعودی عرب میں ۱۴۰۵ھ میں طبع ہو کر شائع ہوئی ہے)

٤١٢۔'' تراجم مشائخ شیوخ العصر'' تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ٨٠٢ھ، المتوفّٰی لیلة الخمیس الرّابع من ربیع الأوّل سنة ٨٧٩ھ

٤١٣۔'' حاشیةٌ علی التّقریب لِابن حجر'' تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة٨٠٢ھ، المتوفّٰی لیلة الخمیس الرّابع من ربیع الأوّل سنة ٨٧٩ھ

٤١٤۔'' حاشیةٌ علی المُشتَبَه لِابن حجر'' تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ٨٠٢ھ، المتوفّٰی لیلة الخمیس الرّابع من ربیع الأوّل سنة ٨٧٩ھ

٤١٥۔'' زوائد رجال الموطأ'' تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا

الجَمَالی المصری الحنفی، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ھ، المتوفّٰی لیلة الخمیس الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ھ

۴۱۶۔" الأربعون حدیثًا عن أربعین شیخًا فی أربعین بابًا من حدیث الامام الأعظم أبی حنیفة " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۴۱۷۔" الأربعون المُسَلْسَلات " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۴۱۸۔" الأربعون البُلْدانیّة " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۴۱۹۔" عقود اللُؤْلُؤیّات فی الأحادیث الثُلاثیّات " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۴۲۰۔" الرّوضُ النّزیه فی الأحادیث الّتی رَوَاها أبوطالب عَمُّ النّبی ﷺ عن ابن أخیه " تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی، المولود سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۹۵۳ھ

۴۲۱۔" دَرُّالحَبَب فی تاریخ أعیان حَلَب " تالیف الامام المحدّث المؤرّخ رضیّ الدّین أبی عبداللّٰہ محمّد بن ابراهیم بن یوسف بن عبد الرّحمٰن الحَلَبی ، الحنفی ، المعروف بِابن الحنبلی ، الشّهیر بِالتّاذفی ، المولود سنة ۹۰۸ھ ، المتوفّٰی سنة ۹۷۱ھ

(مولف نے اِس کتاب میں نویں صدی ہجری کے أعیان کے تراجم ذکر کئے ہیں، یہ کتاب۱۳۹۲ھ میں دمشق میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۴۲۲۔" الوِجازة فی الإجازة " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه نورالدّین أبی الحسن الکبیرمحمّد بن عبدالهادی السِّنْدی ثمّ المدنی الحنفی ، مُحَشِّیّ الکتب السّتة وغیرها، المتوفّٰی بِالمدینة المنوّرة فی

الثّانی عشرمن شوّال سنة ١١٣٨ھ

٤٢٣۔" ذخائرالمواریث فی الدّلالة علی مواضع الأحادیث " تالیف الشّیخ العارف بِاللّٰه عبد الغنی بن اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسمٰعیل بن أحمد بن ابراھیم النّابلسی الدّمشقی الحنفی النّقشبندی القادری ، المولود بِدمشق فی الخامس من ذی الحجّة سنة ١٠٥٠ھ، المتوفّٰی بِها فی الرّابع و العشرین من شعبان سنة ١١٤٣ھ

(یہ کتاب چار حصّوں میں طبع ہو چکی ہے)

٤٢٤۔" الإسعاد فی ما لِلکتب السّتة من الإسناد " تالیف الامام المحدّث المسند شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن حسن الحنفی ، المعروف بِابن هِمّات زاده الدّمشقی، التُرکمانیّ الأصل ، الشّامیّ المولد ، ثمّ المصری ، المولود بِدمشق سنة ١٠٩١ھ ، المتوفّٰی بِالقاهرة سنة ١١٧٥ھ

٤٢٥۔" الشّموس المضیّة فی ذکر أصحاب خیرالبریّة " تالیف الشّیخ محمّد بن محمّد بن علیّ الحسینیّ الطرابلسی (السّندروسی) الحنفی ، المتوفّٰی سنة ١١٧٧ھ

(یہ کتاب ابن عبدالبرّ کی کتاب "الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب" کی مختصر تلخیص ہےاور مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

٤٢٦۔" شرح " ألفیّة السّنَد " لِلمؤلّف - تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبِیدی الیَمَنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥ھ ، المتوفّٰی بِمصر سنة ١٢٠٥ھ

٤٢٧۔" العِقدُ الثّمین الغال فی ذکرأشیاخی ذوی الافضال " (ثَبَتٌ مَنظومٌ) تالیف الامام الحافظ المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفیض السیّد محمّد مرتضی الحَسَنی الزّبِیدی الیَمَنی ثمّ المصری ، الحنفی ، المولود بِالهند فی بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥ھ ، المتوفّٰی بِمصر سنة ١٢٠٥ھ

٤٢٨۔" العِقدُ الفرید فی اتّصال الأسانید " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه هبة اللّٰه بن محمّد بن یحیی البَعْلِی الدّمشقی الحنفی ، المولود سنة ١١٥١ھ، المتوفّٰی سنة ١٢٢٤ھ

٤٢٩۔" حدیقة الرّیاحین فی طبقات مشائخنا المُسنِدِین " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه هبة اللّٰه بن محمّد بن یحیی البَعْلِی الدّمشقی الحنفی ، المولود سنة ١١٥١ھ ، المتوفّٰی سنة ١٢٢٤ھ

٤٣٠۔" ذیلٌ علی سلك الدّرر لِلمُرادی " تالیف الشّیخ العلّامة المفتی السّید محمّد أمین بن السیّد عمربن عبد العزیز بن أحمد بن عبد الرّحیم الشّهیر بِابن عابدین ، الدّمشقی ، الحنفی (صاحب

ردّالمحتار) المولود سنة ١١٩٨ھ ، المتوفّٰی سنة ١٢٥٢ھ

٤٣١۔" العِقْدُ الفرید فی معرفة الأسانید " تالیف الشّیخ العلّامة الفقیه المُسْنِد أحمد بن سُلَیمان الأَرْوَادی ثمّ الطّرابلسی ، الحنفی ، المتوفّٰی سنة ١٢٧٥ھ

٤٣٢۔" اِنباء الخُلّان بِاَنباء علماء هندوستان " تالیف العلّامة مولانا عبدالحیٔ اللّکنوی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٦٤ھ ، المتوفّٰی سنة ١٣٠٤ھ

(مولف نے اِس کتاب میں اپنی اسانید، اپنے مشائخ اور مشائخ المشائخ کی تفصیل بیان فرمائی ہے)

٤٣٣۔" الجامع الفیاح لِلکتب الثلاثة الصّحاح " (الموطأ والبخاری ومسلم) تالیف الشّیخ الفقیه المحدّث الزّاهد أبی المحاسن السّید محمّد بن خلیل بن ابراهیم بن محمّد بن علیّ بن محمّد المَشِیْشِی الطّرابلسی (طرابلس الشّام) الحنفی ، الشهیر بِالقَاوَقْجِی ، المولود سنة ١٢٢٢ھ ، المتوفّٰی بِمکّة لیلة الأربعاء السّابع من ذی الحجّة سنة ١٣٠٥ھ

٤٣٤۔" کواکب التّرصیف فیما لِلحنفیّة من التّصنیف " تالیف الشّیخ الفقیه المحدّث الزّاهد أبی المحاسن السّید محمّد بن خلیل بن ابراهیم بن محمّد بن علیّ بن محمّد المَشِیْشِی الطّرابلسی (طرابلس الشّام) الحنفی ، الشهیر بِالقَاوَقْجِی ، المولود سنة ١٢٢٢ھ ، المتوفّٰی بِمکّة لیلة الأربعاء السّابع من ذی الحجّة سنة ١٣٠٥ھ

٤٣٥۔" غرائب الأحادیث "تالیف الشّیخ العارف المحدّث ضیاء الدّین أحمد بن مصطفی الکُمُوشُخانوی أصلًا ، الاصطنبولی منشأً وموطنًا ، الحنفی ، المتوفّٰی سنة ١٣١١ھ

(یہ کتاب طبع ہو چکی ہے)

٤٣٦۔" التُّحفَة المدنیّة فی المُسَلْسَلات الوِتْرِیّة " تالیف الشّیخ العلّامة مُسْنِدُ الحجاز علیّ بن ظاهر الوِتْرِی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٦١ھ ، المتوفّٰی سنة ١٣٢٢ھ

٤٣٧۔" لطائف المنن السّنیّة فی أسانید الکتب المرضیّة " تالیف الشّیخ المُسْنِد المُعَمّر المحدّث عبدالله بن درویش الرِّکابی السُّکّری الدّمشقی الحنفی،المولود سنة ١٢٢٧ھ، المتوفّٰی سنة ١٣٢٩ھ

٤٣٨۔" الباقیات الصّالحات فی المسانید والأوائل والمُسَلْسَلات " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه قیام الدّین عبد الباری بن عبد الوهاب بن عبد الرّزاق الأنصاری الفرنگی محلّی اللّکنوی الحنفی ، المولود سنة ١٢٩٥ھ ، المتوفّٰی فی الرّابع من رجب سنة ١٣٤٤ھ

(یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہو چکی ہے)

٤٣٩۔" النّجمة الزّاهرة فی أفاضل المائة العاشرة " تالیف الشّیخ أبی الفیض عبد السّتار بن عبد الوهاب بن خدایار بن عظیم حسین یار بن أحمد یار المبارکشاهوی ، البکری ، الصّدیقی ، الدّهلوی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٨٦ھ، المتوفّٰی بِمکّة سنة ١٣٥٥ھ

(یہ کتاب مکّہ مکرّمہ میں مولف کے ذاتی مکتبہ میں بشکلِ مخطوطہ موجود ہے)

٤٤٠۔" فیض المَلِك المتعالی بِاَنباء أوائل القرن الثّالث عشر والتّوالی " تالیف الشّیخ أبی الفیض عبد السّتار بن عبد الوهاب بن خدایار بن عظیم حسین یار بن أحمد یار المبارکشاهوی ، البکری ، الصّدیقی ، الدّهلوی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٨٦ھ، المتوفّٰی بِمکّة سنة ١٣٥٥ھ

٤٤١۔" أزهار البستان الطیّبة النّشر فی ذکر أعیان کلّ عصر " تالیف الشّیخ أبی الفیض عبد السّتار بن عبد الوهاب بن خدایار بن عظیم حسین یار بن أحمد یار المبارکشاهوی ، البکری ، الصّدیقی ، الدّهلوی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٨٦ھ، المتوفّٰی بِمکّة سنة ١٣٥٥ھ

(مولف رحمہ اللہ اِس کتاب میں چودھویں صدی ہجری کے أعیان کے تذکرہ تک پہنچ گئے ہیں اور یہ کتاب مکّہ مکرّمہ میں اُن کے ذاتی مکتبہ میں بشکلِ مخطوطہ موجود ہے)

٤٤٢۔" نَثْرُالمآثِر فِیمَنْ أدْرَکْتُ من الأکابر " تالیف الشّیخ أبی الفیض عبد السّتار بن عبد الوهاب بن خدایار بن عظیم حسین یار بن أحمد یار المبارکشاهوی ، البکری ، الصّدیقی ، الدّهلوی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّٰی بِمکّة سنة ١٣٥٥ھ

٤٤٣۔" العُقُود المتلالیة فی الأسانید العالیة " تالیف الشّیخ المحدّث مولانا محمّد عبد الباقی بن علیّ الأیّوبی اللّکنوی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود سنة ١٢٨٦ھ ، المتوفّٰی سنة١٣٦٤ھ

٤٤٤۔" تُحْفَةُ المُسْتَجِیزین بِأسانید أعلام المُجِیزین " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه المؤرّخ أبی الفضل محمّد ابراهیم بن مُلّا سعداللّٰه الفُضَیلی الخُتَنی ثمّ المدنی ، الحنفی ، المولود سنة ١٣١٤ھ، المتوفّٰی سنة ١٣٨٩ھ

٤٤٥۔" مِنّةُ الباری " (ثَبَتُ المرویات وأسماء الشّیوخ) تالیف الشّیخ العلّامة الفقیه الأُصولی محمّد عَمِیم الإحسان المجدِّدی البرکتی الدّاکوی البنغلادیشی الحنفی ، المولود سنة ١٣٢٩ھ، المتوفّٰی سنة ١٣٩٤ھ

٤٤٦ـ "جواهر الأصول فی مصطلح أحادیث الرّسول" تالیف الشّیخ مولانا عبد الرّحمٰن بن مولانا السّید أمیر المَیْنَوِی الحنفی، المتوفّٰی یوم الجمعة فی الرّابع من ربیع الأوّل سنة ١٣٩٦ھ

(یہ کتاب "مجلسِ علمی" چارسدہ، پشاور، پاکستان کی جانب سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

٤٤٧ـ "مقدّمة صحیح البخاری المُسمّاة بِالفیوضات الحقّانیّة" تالیف الشّیخ مولانا بهرمند بن الحاج عبدالحمید بن القاضی نورگل السّواتی الحنفی، طُبِعَ هذا الکتاب أوّل مرّة فی الثّالث من جمادی الأولی سنة ١٣٩٠ھ، ثمّ طُبِعَ مع اضافات من المؤلّف فی السّابع والعشرین من صفرسنة ١٣٩٨ھ

٤٤٨ـ "أثرالحدیث الشّریف فی اختلاف الأئمّة الفُقَهاء رضی الله عنهم" تالیف الشّیخ الفاضل العلّامة المحقّق محمّد بن محمّد عوّامة الحَلَبی الحنفی، نزیل المدینة المنوّرة، المولود (حفظه الله تعالٰی) بِمدینة حَلَب فی الرّابع عشرمن ذی الحجّة سنة ١٣٥٨ھ، فَرَغَ من تالیف هذا الکتاب فی السّابع من ربیع الأوّل سنة ١٣٩٨ھ

(یہ کتاب "دارالمنهاج" جدّہ، "دارالیُسر" مدینہ منوّرہ، اور "دارقرطبہ" بیروت سے باربارطبع ہوکرشائع ہوئی ہے)

٤٤٩ـ "نِعْمَةُ المنعم شرح مقدّمة مسلم" (اُردو) تالیف الشّیخ الفاضل مولانا نعمت الله الأعظمی الحنفی، أُستاذ الحدیث بِدارالعلوم دیوبند، فَرَغَ من تالیفهٖ وتکمیلهٖ فی المحرّم سنة ١٤١٣ھ

(یہ کتاب "قدیمی کتب خانہ" کراچی سے طبع ہوکرشائع ہوچکی ہے)

٤٥٠ـ "المدخل الی دراسات الحدیث النّبوی الشّریف" تالیف الشّیخ مولانا السیّد أبی الحسن علیّ الحَسَنی النّدوی الحنفی، المولود سنة ١٣٣٣ھ، المتوفّٰی سنة ١٤٢١ھ

(یہ کتاب "دارابن کثیر" دمشق سے ۱۴۲۳ھ میں طبع ہوکرشائع ہوئی ہے)

یہاں تک بفضل اللہ تعالٰی اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کے چارسو پچاس (۴۵۰) وقیع تالیفات کا تذکرہ قارئینِ کرام کے سامنے آیا ہے جوکہ اِس فن میں ہمارے علماء احناف کی علمی گہرائی کا واضح ثبوت اور اِس فن کے ساتھ پوری دلچسپی اور لگاؤ کے تاریخی تسلسل کی سنہری کڑیاں ہیں۔

اسی نوع کی کچھ اور تالیفات بھی ہیں، اللہ تعالٰی کی مدد سے آئندہ اُن کو بھی شاملِ سلسلۂ ہٰذا کیا جائے گا۔ اِن شاء اللہ

وصلّی الله تعالٰی علی خیرخلقهٖ محمّدٍ وّعلی آلهٖ وأصحابهٖ أجمعین۔

■ ■ ■

ڈاکٹر ریحان اختر*

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

اسلام خالقِ کائنات کا انسانیت کے لیے عظیم ترین عطیہ ہے۔ جو ہمہ گیریت، آفاقیت وابدیت کا حامل ہے۔ چوں کہ یہی دین حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت نوحؑ ابراہیمؑ واسماعیلؑ نے اسی دین کا علم بلند کیا اور اسی دین حق کی تکمیل کائناتِ انسانی کے سب سے بڑے محسن اعظم محمد عربی ﷺ کے ذریعہ ہوئی جس کو اللہ رب العزت نے اپنی کتاب عزیز میں برملا اعلان فرمایا ہے:

> الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لیکم الاسلام دینا۔[1]
> (آج کے دن ہم نے تمہارے لیے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے طریقہ زندگی کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔)

موجودہ دور میں اسلام مخالف طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنے تمام اسباب وذرائع ارسال کے ذریعہ ترسیل کر رہی ہیں کہ دنیا میں اسلام کے نشوونما طاقت وقوت کے زور سے ہوئی۔ دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اسلامی جنگوں کا اہم کردار رہا ہے۔ اور یورپ اپنی معاندانہ روش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے تمام حربے استعمال کر رہا ہے کہ کس طرح سے اسلام کی صاف وشفاف شبیہ کو داغدار کیا جائے۔ کبھی تو اسلام کو ایک خونخوار مذہب سے تعبیر کرتا ہے اور کبھی مسلمانوں کو درندہ صفت اور دہشت گرد کا لیبل لگا دیتا ہے اور اپنی اسلام مخالف سرگرمیوں میں ساری دنیا کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ بالخصوص ہندوستان کو اور یہ باور کرا رہا ہے کہ ہندوستان میں بھی مسلمان حکمرانوں نے اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر غیر مذاہب کے لوگوں کی گردن پر تلوار رکھ کر انھیں اسلام کو قبول کرنے پر مجبور کیا۔

بالخصوص صلیبی جنگوں میں معاندین اسلام کی ذلت آمیز ہزیمت وپسپائی کے بعد یہ بات بڑی زور وشور سے اٹھی کہ اسلام ایک خونخوار مذہب ہے اور مسلمان ایک دہشت گرد قوم وملت کا نام ہے۔ اس کے بعد سے لے کر آج تک کسی نہ کسی پیرائے بیان وزبان میں اس الزام بے جا کو اسلام کی طرف منسوب کرنے میں پوری دنیا لگی ہوئی ہے۔

---

* شعبہ دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اسلام تو سراپا خیر وسلامتی کا مذہب ہے۔اور امن وسلامتی کے جامع اور ہمہ گیر تصور کا نقیب ہے۔دین حق نے تو اپنی دعوت وتبلیغ کو دلائل وبراہین کے ذریعہ اخلاقِ حسنہ سے پیش کی اور حسن اخلاق نے لوگوں پر ایسے اثرات مرتب کیے کہ غیر مذاہب کے لوگوں نے اسلام کی پناہ میں آنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد وہ کسی حال میں اپنے متروکہ دین کی طرف واپس جانا گوارہ نہ کیا۔اسلام نے عقل وخرد کو حکم بنانے کے بعد لوگوں کو اسلام قبول کرنے اور انکار کرنے کی پوری آزادی دی،قرآن کریم میں اعلان ہے:

ومن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ۲ [جو چاہے ایمان لائے اور چاہے کفر کا راستہ اختیار کرے]

اسلام کی ترویج واشاعت اور دعوت وتبلیغ کے اصول تفصیل کے ساتھ قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور اسلام میں مذہب کے سلسلہ میں جبر واکراہ سے روکا گیا ہے۔اسلامی دعوت کو پیش کرنے کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے قرآن کی زبانی سنیے:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ: ۳

[انھیں اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت وعمدہ وعظ وپند کے ساتھ بلاؤ اور بحث ومباحثہ ایسے طریقہ پر کرو جو بہترین ہو]

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۴ [اے پیغمبر ﷺ نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں۔تو بدی کو ایسے طریقہ پر دور کر جو بہت اچھا ہے پھر دیکھ کہ جسکے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا گرمجوش دوست بن جائیگا۔]

اسلام جبرواکراہ پر بندش لگاتے ہوئے قرآن کریم میں اعلان کیا:

أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۵

[کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہوجائیں، حالاں کہ تیرا کام مجبور کرنا نہیں]

ایک دوسری جگہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۶

[کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر ایمان نہیں لاسکتا اور اللہ عدمِ اجازت کی ناپاکی انھیں لوگوں پر ڈالتا ہے جو اپنی عقل سے کام نہیں لیتے۔]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۷

[تو جسے چاہے ہداہت نہیں کرسکتا بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے وہی جانتا ہے کہ کون ہدایت قبول کرنے لیے تیار ہے۔]

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ۸

[ان کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں ہے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔]

قرآن کریم کی یہ تمام ہدایات کیا اس بات کے بین ثبوت نہیں ہیں کہ اسلام میں مذہبی جبرو اکراہ اور زور زبردستی کی کہیں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پھر کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی اہل ایمان خدا کی جاری کردہ احکامات کے خلاف ظلم وتشدد و ناانصافی اور حق تلفی کا راستہ اختیار کرے گا۔ یہ بات واضح ہے کہ اسلام میں کوئی بھی جنگ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ تمام جنگیں ظلم وستم اور جبرو اکراہ کے خاتمہ کے لیے ہوئیں۔ جب ظلم وستم کا خاتمہ اور اس کے اسباب وذرائع کا سدباب ہوا اور معاشرہ میں عدل وانصاف کا قیام ہوگیا تو پھر لوگوں نے اسلام کے محاسن کو دیکھتے ہوئے اسلام کو قبول کرلیا۔ علامہ لورڈ ہیڈلے لکھتے ہیں:

''محمد عربی ﷺ کی تلوار جو آپ نے جماعتِ مفسدین کی ظالمانہ سرگرمیوں کو نیچا دکھانے کے لیے اٹھائی وہ صرف حفظِ ذات کی تلوار نہ تھی بلکہ تمام قوموں، تمام مذہبوں، تمام مندروں، گرجاؤں اور مسجدوں کی حفاظت کی تلوار تھی۔ اور اقوام وادیان کے رشتوں کو توڑنے والی نہیں بلکہ جوڑنے والی تھی۔ اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ عرب سے خانہ جنگی کو ختم کردیا جائے اور ایک ایسی منظم اور پرامن حکومت قائم کی جائے جس کے سایہ میں تمام اقوام کو عزت وآزادی کی زندگی مل سکے۔ ۹

مشہور ہندو سیرت نگار سوامی لکشمن پرساد اسلام کی جنگوں کے سلسلہ میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام کی شان وشوکت کے ایام کی کہانی جنگ وجدال کی ایک خونچکاں داستان ہے اور یہ خون آشائی اس کے حلقہ بگوشاں کی خصوصیت امتیازی قرار دی جاتی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ قطعی مبنی برصداقت ہے کہ اسلام نے خون کا دریا عبور کرکے ہی اپنی اس حیرت انگیز شان وشوکت کو حاصل کیا ہے۔ جس کا تصور انگشت بدنداں کردینے کے لیے کافی ہے۔ اسلام کے گلشن ہائے رنگ کی رنگینیوں میں ان مظلوم سرفروشانِ توحید کی جھلک موجود ہے جنھوں نے صیانتِ دین کے لیے بے دریغ گردنیں کٹائیں۔ مگر یہ قطعی ہے کہ مسلمانوں کو خونریزی اور جنگ وجدال سے کوئی دلی ذوق وشوق اور قلبی ربط وضبط تھا۔ قوموں کی تاریخ میں بعض ایسے وقت آتے ہیں جب خونریزی ناگزیر ہوجاتی ہے۔ اور اس وقت جان دینے سے جان چرانا ایک قسم کا گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ مسلمان بھی ایسی آزمائش سے دوچار تھے جب تلوار کا اٹھانا اہم ترین فریضہ بن گیا تھا۔ ۱۰

اسلام پوری انسانیت کیلئے آیا ہے اور یہ عالم انسانیت کو تحفظ وحقوق فراہم کرتا ہے۔ اور یہ دنیا میں ایک ایسا معاشرہ چاہتا ہے جہاں پر ہر انسان کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ اور احکامِ الٰہی کے حدود وقیود میں رہ کر جس طرح چاہے زندگی گزارے۔ لیکن اگر معاشرہ انسانیت ظلم وتشدد کا شکار ہو، اور فتنہ وفساد کا اماجگاہ بنا ہوا ہو، اور انسانوں کے ساتھ ننگ انسانی سلوک وبرتاؤ کیا جارہا ہو، مذہبی حقوق کو چھین لیا جارہا ہو اور انسانی تقدس پامال ہورہا ہو، تو اب ایسے وقت میں فتنہ وفساد اور ظلم وجبر کے طریقہ کار پر بندش لگانے کے لیے تلوار اٹھانا ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ سوامی لکشمن پرساد کا اسلامی جنگوں پر بے باکانہ تبصرہ کی تائید سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریر سے بھی ہوتی ہے لکھتے ہیں:

''اسلام اپنی صداقت پر ایمان لانے کے لیے کسی کو مجبور نہیں کرتا بلکہ دلائل وبراہین کی روشنی میں ہدایت کی راہ کو ضلالت کی راہ سے ممتاز کرکے دکھانے کے بعد ہر شخص کو اختیار دیتا ہے کہ چاہے غلط راستہ پر چل کر نامرادی کے گڈھے میں جا گرے، اور چاہے سیدھے راستے پر لگ کر حقیقی اور دائمی فلاح وکامرانی سے بہرہ اندوز ہو، لیکن اس سلسلہ کلام کو ختم کردینے سے پہلے ہم یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت کو تلوار سے ایک گونہ تعلق ضرور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں تک تبلیغ دین الٰہی کی حد ہے، اس میں تلوار کا کوئی کام نہیں ہے، لیکن اس تبلیغ کے ساتھ کچھ چیزیں اور بھی ہیں جن کے تعاون سے دنیا میں اسلام کی اشاعت ہوتی ہے اور وہ یقیناً تلوار کی اعانت سے بے نیاز نہیں ہیں۔[۱۱]

گاندھی جی اسلامی تعلیمات کی خصوصیات وامتیازات کو پرزور انداز میں اعتراف کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''میں اس کا بہت زیادہ قائل ہوں کہ اسلام کو جو مقام اس دور میں حاصل ہے، یہ تلوار کی بدولت نہیں ہے۔ یہاں حد درجہ سادگی ہے، رسول کی زندگی نمونہ ہے، جس میں ایفائے عہد ہے۔ دوستوں اور پیروکاروں کے لیے خلوص ومحبت ہے۔ بے خوفی اور رب کی ذات میں اپنے پیغام کی سچائی میں یقین ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں نہ کہ تلوار جنھوں نے ہر سامنے والی چیزوں کو اپنے ساتھ بہالیا، اور ہر رکاوٹ کو عبور کرلیا۔[۱۲]

ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ گویا اسلام کی نشر واشاعت اور اس کی بقا وترقی کا انحصار تلوار پر ہے۔ ایسا کہنا خود اسلام کی تردید کرنا ہے، اس غلط اور شر انگیز عقیدے کے حامیوں نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا اور صداقت سے آنکھ بند کرلیں۔ اسلام میں تلوار کی جو جگہ ہے وہ کسی بھی مذہب میں ہوسکتی ہے، اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے، مگر صرف وہیں تک

جہاں تک صداقت اور سچائی کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔ اسلام میں امن و آشتی اور صلح راستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے۔ اسلام تلوار کا نہیں امن کا پیغام ہے۔[۱۳]

اسلام نے جن ممالک کو فتح کیا، وہ محض جنگی قوت کا استعمال کر کے نہیں بلکہ اس نے ایک ایسا نظام زندگی پیش کیا تھا اس میں ہر انسان کو آزادی حاصل تھی چاہے تو اس کو قبول کرے چاہے نہ کریں۔ مگر وہ اسلام کے خلاف دوہری پالیسی اختیار نہ کرے۔ تو وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکتا ہے۔ غیر مذہب کے لوگوں کی جان و مال کا ذمہ دار اسلام ہوگا۔ اسلام میں مذہبی تعلیمات کے سلسلے میں آزادی کو تسلیم کرتے ہوئے ایک انگریز دانش ور لکھتا ہے:

''اسلام میں تلوار اور مبارزت کے ذریعہ فتح کے تصور کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں حتی کہ مفتوحہ علاقوں کے بت پرستوں کو بھی موت کے گھاٹ نہیں اتارا جاتا تھا۔''[۱۴]

تلوار سے ملک اور میدان تو فتح کیے جاسکتے ہیں مگر دل نہیں جیتے جاسکتے۔ اگر اسلام تلوار سے پھیلا ہوتا تو تلوار کا خطرہ سر سے ٹلتے ہی لوگ اسلام سے پھر جاتے، لیکن حقائق اس کے بالکل خلاف ہیں۔ جب تلوار کی قوت مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھین لی گئی تب بھی ہزاروں لوگ اسلام قبول کرتے رہے ہیں۔[۱۵]

پس جس طرح یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان بناتا ہے، اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اسلام کے اشاعت میں تلوار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ حقیقت ان دونوں کے درمیان ہے، اور وہ یہ کہ اسلام کی اشاعت میں تبلیغ اور تلوار دونوں کا حصہ ہے۔ جس طرح ہر تہذیب کا کام ہوتا ہے، تبلیغ کا کام تخم ریزی ہے اور تلوار کا کام قلب ریزی ہے، پہلے تلوار زمین کو نرم کرتی ہے، تاکہ اس میں بیج پرورش کرنے کی قابلیت پیدا ہوجائے۔ پھر تبلیغ کا بیج ڈالا ڈال کر آبپاشی کرتی ہے تاکہ وہ پھل حاصل ہو جو اس باغبانی کا مقصودِ حقیقی ہے۔ ہم کو دنیا کی پوری تاریخ میں کسی ایسی تہذیب کا نشان نہیں ملتا جس کے قیام میں ان دونوں عنصر کا حصہ نہ ہو۔[۱۶]

مشہور و معروف مؤرخ مسٹر گبن جو زمانہ حال کے مؤرخوں میں سے ہیں سب سے بڑا مؤرخ ہے اور اس کی سند نہایت معتبر شمار کی جاتی ہے۔ مذہبی آزادی کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں یہ لکھتا ہے کہ:

''مسلمانوں کی لڑائیوں کو ان کے پیغمبر نے مقدس قرار دیا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے جو اپنی حیات میں مختلف نصیحتیں کیں اور نظیریں قائم کیں ان سے خلفاؤں نے دوسرے مذہب کو آزادی دینے کی نصیحت پائی جس سے اسلام کے غیر مستندوں کی مخالفت رفع ہوجائے۔ ملک عرب حضرت محمد ﷺ کے خدا کی عبادت گاہ اور اس کا مملوک تھا، مگر وہ دنیا کی قوموں کو محبت سے اور بہت کم رشک سے دیکھتا تھا، بہت سے دیوتاؤں کو ماننے والے اور بت پرست جوان کو نہ مانتے تھے، شرعاً نیست و نابود کیے جاسکتے تھے۔ مگر انصاف کے فرائض سے نہایت عاقلانہ

تدبیر اختیار کی گئی۔ ہندوستان کے مسلمان فتح مندوں نے بعض کام دوسرے مذہب کی آزادی کے برخلاف کرنے کے بعد اس ......اور آباد ملک کے مندروں کو چھوڑ دیا ہے"۔

اپنے لوگوں کی شہادتیں تو قبول کرتے ہی ہیں لیکن اگر یہی شہادت کوئی دوسرے مذہب کا ماننے والا دے تو وہ یقیناً لائق داد و تحسین ہوا کرتی ہے۔ اس مقام کا اختتام ایک مشہور و معروف یورپی مؤرخ ڈاکٹر گستاؤلی بان کے خیالات پیش کر دیئے جائیں جو ایک عیسائی دانشور ہے اس نے جو کچھ اسلام کے سلسلے میں لکھا وہ عقیدت محبت کی بنیاد پر نہیں لکھتا بلکہ تحقیق و تنقید کو بنیاد بناتے ہوئے تمدن عرب میں لکھا ہے:

"عمال اسلام اپنے عہد پر اس درجہ مستحکم رہے اور انھوں نے اس رعایا کے ساتھ جو ہر روز شہنشاہ قسطنطنیہ کے عاملوں کے ہاتھوں میں انواع و اقسام کے مظالم سہا کرتی تھیں، اس طرح کا عمدہ برتاؤ کیا کہ سارے ملک نے بہ کشادہ پیشانی دینِ اسلام اور عربی زبان قبول کر لیا، میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ وہ نتیجہ ہے جو ہرگز بزور شمشیر نہیں حاصل ہو سکتا"۔

اسلام جو سراپا امن و سلامتی کا دین ہے، جو ملک و معاشرہ کو سکون و اطمینان عطا کرتا ہے وہ سب وحی الٰہی کا فیض ہے۔ کیوں کہ یہ قانون کسی انسانی جماعت کا تخلیق کردہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی خود ساختہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بلکہ رب العالمین کے رحم و کرم کا صدقہ اور اس کی عنایات ہیں یہ دین سارے عالم کے لیے رحمت ہی رحمت ہی۔ کسی ملک و قوم یا فرد و جماعت کے لیے زحمت نہیں ہے، اگر کوئی اس کے قانون کو اسلام کی تعلیمات کو اپنے خلاف سمجھے تو اس میں اس کی کج فہمی اور خام عقلی کا تصور ہے۔

حواشی:

۱ المائدہ: ۲ الکہف: ۳ النحل:۱۲ ۴ حم سجدہ:۳۴

۵ یونس:۹۹ ۶ یونس:۱۰۰ ۷ القصص:۵۶ ۸ البقرہ:

۹ علامہ لارڈ ہیڈلے فاروق، تاجدارِ نبوت، "ایمان"، پٹی ضلع لاہور، پاکستان

۱۰ تجلیات سیرت، طارق رحمٰن فضلی، ص:۱۵۰۔۱۵۱، ناشر و طابع فضلی سینٹر، اردو بازار کراچی، اشاعت سوم ۲۰۰۲ء

۱۱ الجہاد فی الاسلام، سید ابوالاعلیٰ، مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ۱۹۸۸ء ص:۱۰

۱۲ پیغمبر اسلام محمد ﷺ، گاندھی جی، ص:۳۱، ینگ انڈیا، ص:۳۱، ۱۹۹۲ء

۱۳ تجلیات سیرت، شان محمد، ادارہ ادب و ثقافت لاہور، ۱۹۸۸ء، ص:۱۳۶

۱۴ LichtenstadterIsleIslamandtheModernAge, p.94-95

۱۵ اسلامی احکام پر اعتراضات اور ان کی حقیقت، ثناء اللہ، دعوت سہ روزہ، اسلام اور غلط فہمیاں، ۲۸ رجولائی ۲۰۰۲ء

۱۶ الجہاد فی الاسلام، ص:۱۷۵ ۱۷ الخطبات الاحمدیہ، فی العرب والسیرۃ النبویہ، ص: ۲۳۰، ۲۳۱، سرسید احمد خاں، نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۸ ڈاکٹر گستاؤلی بان، تمدن عرب، ص:۱۳۲

■ ■ ■

ابوالمعز عرفان الحق حقانی *

''سزائے موت'' کے قانون کا تعطل
اور حکومت کے غیرت ایمانی کا امتحان
(یورپین ممالک کی اسلام اور انسان دشمنی کا شاخسانہ)

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

شریعت میں بعض سنگین جرائم کے ارتکاب پر سخت سزاوں کا تعین ہوا ہے جن کو حدود کہتے ہیں حدود، اللہ کی مقرر کردہ ایسی سزائیں ہیں جن کے معافی کا حق حضورﷺ کو بھی نہیں دیا گیا حدود پانچ ہیں (۱) حد قتل نفس (قصاص) (۲) حد زنا (۳) حد قذف (بہتان) (۴) حد شرب خمر (شراب نوشی) (۵) حد سرقہ (چوری)

بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت فاطمہ پر حد سرقہ لازم ہونے پر حضورﷺ سے چوٹ دلانے کیلئے اسکی قوم نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر بھیجا تو حضور اقدسﷺ نے غصہ ہو کر اس کو کیا خوب جواب دیا اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد بھی یہ عمل کرتی تو اس کی سزا بھی یہی (ہاتھ کٹنا) ہوتی (کما فی حدیث عائشۃؓ فی البخاری والمسلم) یعنی آپﷺ حد کے سلسلے میں کسی قسم کے فرق اور رتبے کے لحاظ رکھنے کا روادار نہ تھے۔ مغربی اقوام اور اسلام دشمن عناصر نے ہمیشہ حدود پر شور وواویلا مچانے کا وطیرہ اپنائے رکھا ہے یہ سزائیں شریعت کے دلائل و براھین کے ساتھ ساتھ عقلی اور فطرتی تقاضوں سے بھی ھم آہنگ ہیں ان ہی کے اجرا سے ایک معاشرہ امن وامان کا گہوارہ بنتا ہے اسی کی بدولت ایک شخص کی جان و مال اور عزت وابرو محفوظ ہوتی ہے مثالی اور کامیاب اسلامی حکومتوں کا راز ان حدود کی تنفیذ میں مضمر ہے جو مغرب کو ہضم نہیں ہوتی۔

حد کا نفاذ سزاءِ مجرم بھی اور دیگر لوگوں کیلئے نشان عبرت بھی:

حد (سزا) کے نفاذ سے ایک طرف مجرم کو اس کے بد عملی کی سزا مل جاتی ہے تو دوسری طرف پورے معاشرے کے لئے وہ درس عبرت بن جاتا ہے حدود ہی کی برکت سے معاشرے میں جرائم کی بیخ کنی ہوتی ہے

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے نفاذ کی برکات چالیس سال کی بارش سے بھی بڑھ کر ہے۔

سزائے موت کے قانون کے خاتمہ کی تحریک:

یورپ اور مغرب کا لادین طبقہ مسلم معاشرے میں بالخصوص اور ویسے بالعموم جرائم کی قلع وقمع برداشت نہیں کرتے اسی بنا پر وہ اسلامی نظام کے ان بنیادی دفعات (حدود) پر ضرب کاری لگا کر اسلامی دنیا کے سکھ وچین کے درپے نظر آتے ہیں دشمن تو دشمن ہمارے اپنے حکمران (مغرب پرورده) اور جدت پسندی کا ڈسا ہوا اشرافیہ طبقہ بھی ان کا ہمنواء وہمقدم نظر آتا ہے، گزشتہ ایک عرصے سے دنیا میں سزائے موت کے قانون کو ختم کرنے کی تحریک چل رہی ہے درحقیقت اس کے پس پردہ بھی اسلام اور حدود اللہ کی دشمنی کارفرما ہے قصاص کا قانون قرآن وسنت کے مسلمہ دلائل سے ثابت ہے یا یها الذین آمنوا کتب علیکم القصاص (الایة) اور وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس (الایة) وغیرہما ایات اسی پر دلالت کرتیں ہیں قصاص کو قرآن پاک میں زندگی قرار دیا گیا ولکم فی القصاص حیاة یعنی قصاص ہی کے طفیل زندگی محفوظ ہو کر پھلتی پھولتی ہے قاتل کو سزا دینے کا قانون معطل یا منسوخ کرنا معاشرے میں لاقانونیت اور بدامنی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے دنیا بھر میں جہاں جہاں یہ قانون رائج ہے وہاں اکادکا واقعات کو چھوڑ کر امن وامان کا دور دورہ نظر آئے گا، افغانستان کی مثال لے لیجئے جہاں لوٹ مار خون وکشتہ کا بازار گرم تھا طالبان دور حکومت میں چند حدود قائم کئی گئیں تو یکدم معاشرہ محفوظ ہو کر مثالی بن گیا سعودی عرب کی ترقی بھی اسی میں مضمر ہے۔ اسلامی دنیا ہی میں نہیں بلکہ دیگر غیر مسلم ممالک میں بھی یہ قانون صدیوں سے نافذ العمل چلا آرہا ہے جملہ ادیان میں خون ناحق کی سزا موت قرار دی گئی اور فطرت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ الجزاء من جنس العمل جو کچھ کرے گا وہی بھگتے گا اگر بدن کے کسی حصے میں مرض اس حد تک سرائت کر جائے کہ اس جگہ کو بالکل فاسد کر دے تو پھر ڈاکٹر بتقاضائے شفقت ورحمت مریض کے باقی جسم کو محفوظ بنانے کیلئے اسے کاٹ کر رکھ دیتا ہے یہی مثال حد کی بھی ہے حد جاری کرنا تو صاحب حق کے حق کا تحفظ ہے اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہے۔ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے قاتل کے ساتھ انسانی حقوق کے دلفریب نعرہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں لیکن کیا وہ دوسری طرف مظلوم (مقتول) کے حق کو بالائے طاق رکھ کر ختم نہیں کرتے۔ اس عقل وفکر پر تو رونا ہی چاہیے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

قاتل کو سزا سے بچانے کا واحد راستہ شریعت نے یہ بیان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء محض اللہ کی رضا کے خاطر اسے معاف کر دیں یا قصاص کے بجائے خون بہا (دیت) لینے پر راضی ہو جائے۔ انسانی قانون میں نقص وزیادتی کا احتمال ہوتا ہے لیکن خالق کا قانون کمال وجامعیت پر مبنی ہوتا ہے اس پر انگلی اٹھانے کی گنجائش قطعاً نہیں ہوتی۔

سزا نہ دینا ظلم اور انتقام کو پروان چڑھانا:

قاتل کو سزا نہ دینے سے انتقام کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور خون ریزی کا مرض بھی پھیلتا جاتا ہے سزائے موت کے قانون کا تعطل یا خاتمہ ظالم کی صف میں کھڑے ہو جانے کا معنی رکھتا ہے۔ حالانکہ عقل و شریعت اخلاق و قانون سب کا تقاضہ یہ ہے کہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکا جائے اس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ طاقت و قوت کے بل بوتے پر ظالم وہ سب کچھ کر بیٹھے جو اس کا جی چاہے اور پھر اس سے کچھ بھی تعارض نہ کیا جائے یہ تو بہمیت اور شر کی حمایت و نصرت ہی ہے۔ تیسری دنیا کے کمزور و غریب ممالک کی امداد اس شرط کے ساتھ معلق کر دینا کہ وہ سزائے موت کے قانون کا خاتمہ کر کے دکھائے (آخر یہ کہاں کا انصاف ہے) ورنہ تو ان کے ساتھ تجارتی اور مالی بائیکاٹ کیا جائے گا یہ سب یورپی یونین کا نعرہ (باطل) ہے ابلیس اور دجال کے پیروکار و حامی یورپ اور مغرب اس دنیا کو جہنم کدہ بنانے پر متفق ہو گئے ہیں۔ کفر سے خیر کی توقع رکھنا تو حماقت ہے ہی لیکن یہ وطن جو اسلام کے نام پر اور لا الہ الا اللہ کے نعرے کی برکت سے آزاد ہوا۔ یہاں بھی گذشتہ زرداری حکومت کے دوران پانچ سال تک اس الٰہی قانون قصاص کے عمل درآمد کو روکے رکھا گیا پھر اس کی ظاہری تاویل یہ کی گئی کہ پاکستان میں سزائے موت اٹھائیس قسم کے جرائم پر دی جاتی ہے اس پر جائزہ لیا جا رہا ہے کہ کس جرم پر یہ انتہائی سزا دی جا سکتی ہے اور کس پر نہیں۔ اگر بالفرض اس بہانے کو مان بھی لیا جائے تو پھر سوال یہ ہے کہ گذشتہ پانچ چھ سال سے اس پر کتنا غور و تحقیق کیا گیا جواب زیرو (صفر) ہو گا بس بات کھل کر سامنے آ گئی کہ اس کے پیچھے یورپ کی گھناؤنی سازش اس قانون کا خاتمہ کارفرما ہے

تصویر کا دوسرا رخ توہین رسالت اور رجم کی سزاؤں سے بھی انحراف:

سزائے موت کے قانون کے خاتمے کی آڑ میں دبے پاؤں قصاص، ارتداد، توہین رسالت اور رجم وغیرہ کی سزاؤں سے بھی انحراف نظر آ رہا ہے یہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے شریعت جس جرم کے لئے یہ انتہائی سزا مقرر کرتا ہے اس میں کسی قسم کی لیت و لعل (پس و پیش) جائز ہی نہیں۔

قرآن و حدیث کی رو سے قتل کی سزا موت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۃ بنی اسرائیل میں ہے "ولا تقتلو النفس التی حرم الله الا بالحق ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً"۔ قتل نفس کا ارتکاب نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا ہو اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق دیا ہے پس چاہیے وہ قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے اسکی مدد کی جائے گی۔ امام مسلم نے اپنی کتاب میں حضرت

ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دیگر ارشادات کے ساتھ فرمایا کہ اگر کوئی شخص نہ حق قتل کر دیا جائے تو مقتول کے ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قاتل سے خون بہا وصول کر کے اسے معاف کر دے یا اپنے مقتول کے بدلے میں اسے قتل کرنے کا مطالبہ کرے۔

حکومت وقت کی بے حمیتی سوالیہ نشان:

نواز شریف جسے عام طور پر دائیں بازو کا علمبردار جانا جاتا ہے اس کی حکومت میں وزارت داخلہ کے ایک ترجمان نے بڑی بے باکی سے اعلان کیا کہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گذشتہ پانچ سال کی طرح آئندہ کیلئے بھی پاکستان میں سزائے موت کو معطل رکھا جائے گا اور اس اعلان کی وجہ یہ قرار دی گئی کہ حکومت نے بین الا قومی دنیا کے ساتھ کچھ معاہدے کیے ہیں۔ افسوس صد افسوس! کہ تجارت و منفعت دنیا (ڈالروں کا حصول) ہمیں اللہ کے قانون کے تعطل کی طرف لے جا رہا ہے گویا ہم اپنے ایمان کا سودا کر رہے ہیں اولٰئك الذین اشتروا الضللة بالهدی فما ربحت تجارتهم ہم ایسی تجارت' امداد اور یورپین کونسل کی ممبری پر لعنت بھیجتے ہیں جس میں ہمارا قبلہ اور کعبہ اور دین و ایمان داؤ پر لگے۔ و لا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا میں اسی بات کو سمجھایا گیا ہے۔

ایسا کرنا یقیناً عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ یہ تو قاتلوں، ٹارگٹ کلرز، دین سے پھرنے والوں اور ناموس رسالت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو کھلی چھٹی دینا ہے۔ دنیا کے ہر قانون کی رو سے یہ ظلم کا علم بلند کرنا ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ پوری دنیا پر نظر ڈالیں آج بھی درجنوں ممالک میں یہ قانون رائج ہے چین اور امریکہ جیسے سیکولر ممالک بھی اس کے خاتمے کے روادار نہیں۔ افسوس کے عدل انصاف کے ٹھیکہ دار، ایمنسٹی انٹر نیشنل، یو این او، اور نام نہاد انسانی حقوق کے علمبردار ادارے اس طرح سے جرم اور مجرم کی پشت پناہی کو اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہیں اور دن کو رات ...... اور رات کو دن ۔۔ کا نام دے کر دنیا کو دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ع خرد کا نام رکھ دیا جنوں اور جنوں کا نام خرد

تمام دردمند مسلمان بھائیوں، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے پیروکاروں اور اسلامی تحریکوں سے وابستہ افراد سے گزارش ہے کہ اس خلاف شرع امر کو روکنے کے لئے اپنی توانیاں بروئے کار لائیے اور اپنی جماعتی ایجنڈوں میں اس بات کو سرفہرست رکھ کر حکمرانوں کی بے دینی و بے حمیتی کو طشت ازبام کریں۔ مسلمان حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ انکی ایمانی غیرت کس حد تک انہیں اس بات کی اجازت دیتی ہے ورنہ اس طرز عمل سے وہ دین و دنیا اور آخرت سب کچھ ہی گنوا دیں گے العیاذ باللہ۔

ے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے ■ ■ ■

نقطہ نظر

مفتی محمد فہیم اللہ

یوم عاشورا

وطن عزیز میں ہمیشہ کی طرح ایک اور کربلا

(بہ سلسلہء حادثہ راولپنڈی جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی)

''یوم عاشورا'' ...... جو تاریخی واقعات اور فضائل کی وجہ سے ایک مبارک دن ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اوران کی قربانی کو یاد کر کے جذبہ ایمان کی تجدید کا دن ہوتا ہے...... اس بار بھی وطن عزیز میں ہمیشہ کی طرح کربلا کا دن ثابت ہوا۔ آج سے چودہ سو سال پہلے اسی دن جن عظیم ہستیوں کا خون بے دردی سے بہایا گیا تھا، آج انہی ہستیوں کے نام نہاد نام لیوا ...... ان کی تعلیمات کو بھلا کر...... اسی طرح خون بہانے پر تلے ہوئے ہیں۔ شاید خون بہانے کا یہ دردناک منظران کی بہیمانہ فطرت کی تسکین کا ذریعہ ہو۔

سانحہ راولپنڈی میں جن معصوم بچوں، طالب علموں اور نمازیوں کو ذبح کر دیا گیا اور جن کو زندہ جلا دیا گیا، ان کی قربانی اور شہادت تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اوران کے رفیقوں کی شہادت کی طرح امر ہو گیا، لیکن بحیثیتِ قوم ہم میں سے کس کس نے اس ظلم و بربریت میں کتنا کردار ادا کیا؟ اور ہم نے دانستہ یا نادانستہ میں کونسی کوتاہیاں کیں، اس پر سوچنا اور آگے کی منصوبہ بندی کرنا انتہائی ضروری ہے۔

سب سے پہلے تو یہ بات سوچنے کی ہے کہ وطن عزیز میں جو طبقہ اس دن کو مذہبی حیثیت سے انوکھے انداز میں منا رہا ہے، ان کے منانے کا انداز ایک آزاد جمہوری ریاست میں .... جہاں ان لوگوں کی انتہائی کثرت ہو جو اس دن کو پرامن طریقے سے روزہ رکھتے اور صدقے دیتے ہوئے منا رہے ہوں .... کس حد تک درست ہے؟ سیدنا حسینؓ کی شہادت پر تمام مسلمانوں کی قلبی کیفیت اور غم ایک جیسا ہے، پھر ایک مخصوص فرقے کو اپنی رسومات اور اظہارِ غم کے لیے بازاروں، چوکوں اور حساس علاقوں میں جلسے جلوس کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس بات کے تو سبھی قائل ہیں کہ ان لوگوں کو تحفظ فراہم کیا جائے، لیکن ان کو یہ بھی تو بتا دیا جائے کہ کسی عبادت یا شرعی

* ایڈیٹر ماہنامہ ندائے حسن، مدرس جامعہ حسن بن علیؓ ، لیکچرر اسلامیات گورنمنٹ عبدالعلی خان کالج چارسدہ

رسم میں لوگوں کو تکلیف دینا ضروری تو نہیں۔ اہل بیت سے محبت کا اظہار کرنے پر کوئی ان سے کیوں الجھے گا، لیکن اگر کوئی طبقہ خواہ مخواہ دوسرے طبقے کی عبادت گاہوں کے سامنے صفیں بچھا کر، واویلا مچا کر انکے بڑوں کو برا بھلا کہے

گا تو اس مشق ستم سے فرقہ واریت بڑھے گی نہیں تو اور کیا ہو گا؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ وطن عزیز کی تمام حکومتی مشینری، اعلیٰ افسر سے ادنیٰ ملازم اور پوری اسٹیبلشمنٹ ان چند لوگوں کے ہاتھوں یرغمال بن جاتے ہیں، جو اپنی عبادت منانے کے لیے لوگوں کو تکلیف دینے اور خون بہانے کو شاید لازمی سمجھنے لگے ہیں۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں کرفیو، موبائیل فون سروس کی معطلی، ڈبل سواری پر پابندی، تین دن اور بعض حساس علاقوں میں ہفتہ بھر کی چھٹی، شہروں کے داخلی راستوں پر سخت سیکورٹی، بکتر بند گاڑیوں کی گشتیں، حساس اداروں کے اہلکاروں اور فوج و پولیس کی چھٹیاں منسوخ کر کے ان کو دن رات الرٹ رکھے رکھنا، ہیلی کاپٹروں کی پروازیں اور اس قسم کی دیگر غیر معمولی اقدامات کا جناب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سنت، طرزِ عمل اور پیغام سے کیا مناسبت ہے؟

کوئی سرکاری افسر یا وزیر اس بات کا جواب دے کہ محض مذہبی جلسوں اور رسومات کو بنیاد بنا کر ملک کے اجتماعی مفادات سے کھیلنے کی اجازت ہم کیوں دے رہے ہیں؟ پرامن اکثریتی طبقے کو گھروں میں محصور رکھ کر کسی خاص طبقے کو حد سے زیادہ پروٹوکول دینا کیا حکومتی سرپرستی میں فرقہ واریت کی نشو نما نہیں تو اور کیا ہے؟

ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے عالمی طاقتوں کی جارحیت اور اسلامی ممالک میں ان کی دخل اندازی نے مملکتِ خداداد کو فرقہ واریت اور تشدد جیسے سنگین خدشات سے دوچار کر دیا ہے، جس کی وجہ سے حکومت کو بھی غیر معمولی اقدامات اٹھانے کی مجبوری درپیش ہے، لیکن جو اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، وہ ...... بجائے اس کے، کہ ان خطرات کو کم کریں...... ان میں مزید اضافے کا باعث تو نہیں بن رہے؟

سانحہ راولپنڈی میں سب سے مذموم اور شرم ناک کردار ہماری میڈیا کا بھی رہا۔ بے گناہ طلبہ اور نمازیوں کو انتہائی بے دردی سے شہید کرنے، مسجد اور مدرسے کو نذر آتش کرنے اور کروڑوں روپے کی املاک کو تباہ کرنے کے باوجود ہمارے ذرائع ابلاغ، کالم نگاروں اور الیکٹرانک میڈیا کی جانب سے حقائق چھپانے کی جو کوشش کی گئی، اس نے پاکستانی عوام کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اس ملک میں صحافت کے نام پر بین الاقوامی صحافتی اداروں کی غلامی کا گندا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک کے کسی بھی حصے میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو ہماری میڈیا، سیاست دان، این جی اوز اور انسانی حقوق کی تنظیمیں اس

پر کئی کئی روز تک مستقل ماتمی پروگرام منعقد کرتے ہیں، مقتولین کی لاشیں بار بار دکھائی جاتی ہیں، ان کے ورثاء کے نوحے براہِ راست نشر کیے جاتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کی پکڑ دھکڑ بھی شروع ہو جاتی ہے، لیکن ملک کے دینی حلقوں اور سنجیدہ عوامی طبقات میں اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا ہے کہ جب کسی دینی مدرسے، شخصیت یا تنظیم کو اسی طرح کی دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور قرآن پڑھنے والے معصوم بچوں کو ذبح اور زندہ جلا دیا جاتا ہے تو اس پر ہماری میڈیا، سیاست دانوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے کوئی واویلا، فریاد یا ہمدردی دیکھنے میں نہیں آتی۔

یہ بات بلاشبہ درست ہے کہ ایسے واقعات میں واویلا مچانے اور لائیو کوریج نشر کرنے سے مزید بغاوت اور انارکی پھیلتی ہے، لیکن یہ ''بہترین طریقہ اور خاموشی'' صرف مساجد و مدارس اور علمی شخصیات تک ہی کیوں محدود ہے؟ ان تمام باتوں پر سوچنا اور ان کا مثبت حل تلاش کرنا وطن عزیز کی سلامتی کے لیے ازحد ضروری ہے۔

جن علماءِ کرام، سیاست دانوں اور قلم کاروں نے اس واقعے کو اہل تشیع کے خلاف سازش قرار دے کر اسے کسی تیسرے ہاتھ کا کھیل قرار دیا ہے، ان کی بات زیادہ قرین قیاس اور مناسب ہے، لیکن اگر واقعی اس میں کوئی تیسرا ہاتھ ملوث ہے تو ہمارے حساس ادارے اس تیسرے ہاتھ کی نشان دہی کیوں نہیں کر سکتے؟

اگر بھارتی حکومت ممبی حملوں کے بنیادی کردار اجمل قصاب کو برائے نام پاکستانی کھاتے میں ڈال کر، ڈاکومنٹریز اور فلمیں بنا بنا کر ہماری جگ ہنسائی کر سکتے ہیں تو ہمارے اداروں کو بھی اپنے دشمن کی نشان دہی کرنے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ آخر کون ہے جو ہمیں سنی و شیعہ کے نام سے تقسیم کرنے پر تلے ہوئے ہیں؟ کون ہیں جو مذہب کے نام پر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں؟ ان قوتوں کی نشان دہی اور ان کے لیے آلہ کار بننے والے افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر اس آگ کو بجھانا ناممکن ہے۔

محض علماء کی ترغیب سے لوگوں کا اشتعال ختم کرنا زیادہ دیر تک کارگر نہیں رہے گا۔ کبھی تو کسی ظالم کو سولی پہ چڑھا کر بھی اس آگ کو بجھانے کی کوشش کی جائے!! دشمن کو رسوا کر کے تڑپانے میں زخموں کو جو ٹھنڈک ملتی ہے، وہ ٹھنڈک تسلی کی مرہم پٹیوں میں کہاں ہے؟ پوری زخم خوردہ قوم کو شدت سے یہ انتظار رہے گی کہ سانحہ راولپنڈی کے پیچھے کون سے عناصر کارفرما ہیں؟ یہی ان کے زخموں کا علاج ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

■ ■ ■

''ومن أحسن قولا ممن دعا إلى الله''

مفتی غلام حسین *

جامعہ حقانیہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ کا تعارف اور کارکردگی

(قسط۲)

اسکی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سال اول کے طلباء پر سال اول ہی میں عیدالاضحیٰ سے قبل چالیس سے پچاس صفحات پر مشتمل ''قربانی کے احکام و مسائل'' کے نام سے ایک مقالہ لکھنا لازم قرار دیا گیا ہے، جس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ فقہ کے میدان میں قدم رکھنے والا یہ طالب علم ابتداء ہی سے تحقیق وریسرچ' زمانہ حال میں پیش آنے والے تمام ضروری مسائل سے آگاہ ہو اور عیدالاضحیٰ کے دوران آنے والے تمام ضروری مسائل اسکو مستحضر رہے۔

سال اوّل کے مطالعاتی، کتابوں سے ربط اور اساتذہ کرام کے تربیتی اور فتویٰ سے متعلق قیمتی مشوروں کو لیکر جب شعبہ تخصص کے یہ طلباء سال دوم کے کلاس میں بیٹھ جاتے ہیں، تو ان کے ذمہ داریوں میں مطالعہ کے ساتھ ساتھ دو (۲) اور ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہے، چنانچہ ہر طالب علم کو اس سال میں 120 سے 150 تک فقہ کے تقریباً ہر باب سے متعلق فتاویٰ حل کرنا لازمی ہوتے ہیں۔

جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر طالب علم کو ترتیب کے ساتھ کلاس کے آمیر یا دارالافتاء کے معاون کی طرف سے استفتاء دیا جاتا ہے جس کے حل کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طالب علم پہلے اس استفتاء کو بغور پڑھ کر سوال کی نوعیت کو سمجھ لیتا ہے، اس کے بعد سوال فقہ کے جس باب سے متعلق ہو، اولاً اردو فتاویٰ میں اس کی چھان بین کرتا ہے، اردو فتاوی میں جہاں اس طرح کا سوال و جواب منقول ہو یا اس کے مشابہ کوئی دوسری صورت موجود ہے تو اس پر غور وفکر کر کے ایک مضمون جواب کی شکل میں تیار کر لیتا ہے اور پھر فقہ حنفی کے مشہور فتاویٰ جات سے اس پر عربی کے چند حوالہ جات نقل کر لیتا ہے، اور یوں اس استفتاء کا ایک جوابی خاکہ رف عمل میں تیار کر لیتا ہے اور پھر اس کی اصلاح اپنے صدر مفتی کے ساتھ کر کے اصل استفتاء کے ساتھ جواب لکھ دیا جاتا ہے اور بعد میں مفتی صاحب سے دستخط کر کے مستفتی کے حوالہ کیا جاتا ہے۔

سال دوم کے طلباء پر دوسری ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ ان کو اسی سال مختلف موضوعات پر مقالہ جات دیئے جاتے ہیں

---

* شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

،جس پر وہ مختلف کتابوں سے تحقیق ،موضوع سے متعلق ماہرین علماء کرام اور متعلقہ اداروں سے رجوع کر کے ایک ضخیم مقالہ مرتب کر لیتا ہے، جوان کے علمی و تحقیقی صلاحیتوں کی ایک کاوش ہوتی ہے، جو طالبعلم اس مقالہ کو مکمل کر کے حوالہ کر لیتا ہے وہ جامعہ ھذا کی طرف ے باقاعدہ شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء کے سند کا مستحق قرار دیا جاتا ہے

۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۸ء سے لیکر اب تک ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰۱۳ء تک جن طلباء نے شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء میں حصہ لیکر جامعہ کے قانون کے مطابق کسی موضوع پر لکھ کر حوالہ کیا ہے ان فضلاء کے نام و مقالات کی فہرست درجہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

☆ کتاب العقائد والفرق: مولوی عارف شاہ بن حاجی ولایت شاہ، چارسدہ۔

☆ کتاب السیاسۃ: مولوی محمد کیل بن اختر منیر، سوات۔

☆ کتاب التفسیر والحدیث: مولوی محمد عقیل بن عبدالمقتدر، شانگلہ۔

☆ کتاب الطھارۃ: مولانا مفتی غلام قادر بن سید محمود، مہمند ایجنسی۔

☆ کتاب الصلوٰۃ: مولوی فضل ہادی بن مولوی محمد عرفان، پشاور۔مولوی عمر شیر بن خان شیر، مہمند ایجنسی۔مولوی مسعود الرحمٰن بن محمد یوسف، مانسہرہ۔☆ کتاب الزکوٰۃ: مولوی حسین احمد بن حاجی فضل قدیم، صوابی۔مولوی ارشاد احمد بن غلام حبیب، صوابی۔ ☆ کتاب الصوم: مولوی جاوید اقبال بن نور نواز خان، کرک۔

☆ کتاب الحج: مولوی محمد حنیف بن محمد یونس: مردان۔

☆ کتاب النکاح والرضاع: مولوی عبدالولی بن گنڈیر شاہ، افغانستان۔

☆ کتاب الطلاق: مولوی حبیب حضرت بن سید اشرف، افغانستان۔

☆ کتاب البیوع: مولوی امداداللہ بن مولوی عبدالرحمٰن، راولپنڈی۔مولوی گلزار احمد بن رحمٰن الدین، صوابی۔

☆ کتاب البیوع وادب المعاشرت: مولوی فداء محمد بن خان شیر، صوابی۔

☆ سود، قصاص، دیت: مولوی ذاکر حسن بن شیخ حسن، نوشہرہ۔

☆ کتاب الحجر، اجارۃ: مولوی محمد زید بن دوشم خان، بٹگرام۔

☆ کتاب الاکراہ مضاربۃ: مولوی محمد اجمل بن حاجی میرداد خان، بنوں۔

☆ مزارعت، شفعۂ رھن، اضحیہ، ذبائح: مفتی مختیار اللہ بن حبیب اللہ، نوشہرہ۔

☆ کتاب الجھاد، الحوالۃ، الکفالۃ: مولوی نور الحقین بن مولانا سیف الرحمٰن، بنوں۔

☆ کتاب الدعویٰ، الحلف، الصلح: مولانا امام الدین بن حاجی رحیم الدین، افغانستان۔

☆ کتاب الشرکۃ، وقف، احکام المساجد: مولانا دلبر شاہ بن مغرق شاہ، بونیر۔

☆ کتاب القضاء والشھادۃ: مولوی نجم الرحمٰن بن مولانا لطف الرحمٰن، مردان۔

☆ ابواب تصوف ، تولید ، اجتهاد: صاحبزادہ گوہر علی ولد محمد ہارون، چارسدہ۔

☆ غیر مسلموں سے معاملات، ثبوت نسب: مولوی حبیب الرحمٰن بن غلام حبیب، افغانستان۔

☆ ثبوت نسب، حق حضانت: مولوی عبدالحمید بن محمد افضل، نوشہرہ۔

☆ بعض ابواب، فتاویٰ حقانیہ: حیات اللہ بن مولوی عبدالعلی، افغانستان۔ مولوی محمد وہاب منگلوی بن امیر رحمان، سوات

☆ کتاب البدعة و الرسوم: مولوی عبدالعزیز بن نور اکبر، جہانگیرہ۔

☆ تحقیق بعض الا بواب حقانیه: سجاد احمد بن مولوی محمد الیاس، چارسدہ۔[1]

☆ دارالعلوم حقانیہ کے مفتیان کرام کی سوانح: حیات حسن بن طلاء محمد، پشاور۔

☆ جدید بیوعات کی شرعی حیثیت: سید جانان بن سید انور، کوہاٹ ہنگو۔

☆ اختلاف الفقهاء فی الهداية و ترجيح: حافظ عبدالستار بن الحاج داد محمد، افغانستان۔

☆ رؤیت ہلال: مولوی عبدالمنعم بن مولوی نقشبندی، سوات۔

☆ ضبط تولید کا تاریخی ارتقاء اور اسکی شرعی حیثیت: اشفاق احمد بن دراز خان، کرک۔

☆ فقه الزكوة و مصارفها: مولوی شاکر بن امان اللہ، نوشہرہ۔

☆ الاحكام الشرعية فی الحادثات الاتفاقيه: مولوی سید علی شاہ ولد روئداد شاہ، مردان۔

☆ تعزیرات پاکستان اور حدود آرڈیننس: پروفیسر محمد الیاس بن سراج الدین، نوشہرہ۔

☆ ٹیکس کی شرعی حیثیت: شبیر احمد بن مولانا راحت گل، پشاور۔

☆ ترجيح الراجح فی الهداية ج/۲: محمد ولی بن شاہ ولی، افغانستان۔

☆ پاکستان کے مشہور مفتیان کی سوانح عمری: اسفندیار بن ناصر خان، صوابی۔

☆ فی نظام الفتاویٰ: محمد سلیم بن حاجی زربت، افغانستان۔

☆ المال الحرام وما تعليق به: حامد علی بن عبدالحمید، مردان

☆ الفوائد العجيه فی حقوق النسأ فی الشريعة: شیر عالم بن حاجی غلام محمد، مہمند ایجنسی۔

☆ ترجيح الراجح فی الهداية: محمد عارف بن حلیم اللہ، نوشہرہ۔

☆ المسائل الجديدة فی الصوم: محمد نعمان بن عبدالحکیم، دیر۔

☆ تخريج نفع المفتی كتاب الخطر والا باحة: گل رحمٰن بن فضل ربی، مہمند ایجنسی

☆ تخريج نفع المفتی كتاب الصلوٰة: نورالاسلام حقانی، پشاور۔

☆ مسئلہ اجتہاد: عبدالرحمٰن بن مولانا احمد خان، وزیرستان۔

☆ زواج المسلمة بغير مسلم و حكمة تحريمه: عبدالاحد بن نور احمد، مردان۔

☆ اسلامی عدلیہ میں قاضی کا کردار: شیر عالم، مردان۔

☆ اسلامی معیشت میں زکوٰۃ کی اہمیت: سمیع الحق بن مولوی فتح اللہ، شانگلہ۔

☆ سیرت طیبہ اور بنیادی انسانی حقوق: سردار علی بن شیر زمان، بونیر۔

☆ عورت کا مقام اسلام اور مغرب میں: ضیاء محمد بن نیاز محمد، صوابی۔

☆ النظرات: خالد شاہ بن فاروق شاہ، صوابی۔

☆ تخریج فتاویٰ رشیدیہ: عبدالہادی بن شیر افسر، صوابی (۲)

☆ غیر مسلموں کے ساتھ معاملات اور ان کے حقوق: عطاء الرحمٰن بن محمد عالم، بٹگرام

☆ تخریج و ترتیب تقریر ابواب الحج ترمذی افادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق: عالم شاہ قاسمی بن آمیر زادہ، مردان (۳)

☆ بینکاری کا شرعی و اقتصادی نظر سے جائزہ: فضل رازق بن عبدالرحیم، صوابی۔

☆ مصارف زکوٰۃ: محمد عثمان بن فیروز خان، چترال۔

☆ احکام الحج فی ضوء مذاھب اربعہ: ذاکر اللہ بن دوست محمد، مہمند ایجنسی۔

☆ تقریر کتاب التفسیر بخاریؒ، افادات مولانا عبدالحقؒ: محمد ابراہیم بن مولانا امام محمد، کرک

☆ التائیدات علی النتف فی الفتاویٰ: عابد وہاب بن حاجی عبدالقیوم، صوابی۔ فخر الدین بن حاجی عبدالرحمان، مردان۔ محمد ادریس قاسمی بن ہدایت الرحمٰن، اٹک۔ ریاض احمد بن شاہ فیروز خان، مانسہرہ۔ ابرار الحق بن محمد ظاہر شاہ باجوڑ ☆ احیاء الموات: افسر علی، صوابی ☆ احکام الاجارہ: محمد آصف، صوابی۔

☆ تحقیق و ترتیب فتاویٰ حقانیہ: محمد داؤد، دیر۔ عبداللہ حقانی، پشاور۔

☆ قبائلی روایات شریعت کی روشنی میں: سید جاوید آفریدی، خیبر ایجنسی۔

☆ تحقیق و ترتیب فتاویٰ حقانیہ: رضوان اللہ، ہنگو ☆ ترتیب و تخریج فتاویٰ رشیدیہ محمد اسماعیل، مہمند۔

☆ الاصابۃ فی اتباع الصحابۃ: محمد طلحہ، دیر ☆ حقوق الجوار شریعت کی روشنی میں: سید کریم، مہمند

☆ توضیح الرام علی شرح مجلۃ الاحکام: محمد عثمان۔ محمد ابراہیم، دیر۔ نعمان بدر، مالاکنڈ۔ اسفندیار، چارسدہ۔ قیصر محمود، کوہاٹ۔ غلام حسین بن اکرم خان، بٹگرام۔ ابوبکر صدیق بن امانت خان، چارسدہ۔ طارق احمد بن غنیم اللہ، بونیر۔ محمد عاصم بن سعید جان، وزیرستان۔ سیار خان بن عبدالرحمٰن، مردان۔ عبدالمنان بن سلائی گل، مردان۔ منعف حقانی بن شیر علی، چارسدہ۔ علی حسن بن لطیف خان، نوشہرہ۔ محمد عاقب بن محمد ظاہر، صوابی (۴)

☆ تخریج فتاویٰ دار العلوم دیوبند: عبدالمنان، کوئٹہ۔ ظفر زمان، پشاور۔ خالد جان، مردان۔ یاسر علی شاہ، صوابی۔ صلاح الدین، کوہاٹ۔ عطاء اللہ، صوابی۔ عتیق اللہ، صوابی۔ عبدالسلام، پشاور۔ زین العابدین، پشاور۔ بلال الحق۔ عبید اللہ، چترال۔ عبدالرب، مہمند۔ ناصر احمد، مردان۔ اسلام سید، مردان۔ محمد نوید، صوابی۔ فلک شیر، وزیرستان۔ شیر محمد، صوابی۔ آصف خان، نوشہرہ۔ نفیس احمد، چارسدہ۔ محمد آیاز، مہمند ایجنسی۔ ماجد احمد، نوشہرہ۔ (۵)

☆ فتاویٰ قاضیخان (اردو): سلیم نور، مردان۔ محمد طارق، نوشہرہ۔ سید محمد جمیل شاہ، سوات۔ محمد بلال، چارسدہ۔

محمد اسلم ،مردان ۔منیب الرحمٰن، چارسدہ۔شکیل احمد بن نثار احمد، چارسدہ۔محمد نعمان،مردان۔حافظ فضل مالک، مردان۔ توصیف علی ،نوشہرہ۔محمد ارشاد ،بٹگرام ۔(۶)

☆تخریج فتاویٰ حقانیہ: عبداللہ جان نوشہرہ۔اختر محمد، نوشہرہ۔ محمد طیب بن مولوی عبدالستار،وزیرستان ۔نیاز محمد بن محمد شیر،صوابی۔عبدالجلال بن سالار خان، مہمند ایجنسی ۔رفیق اللہ بن رومان خان، بٹگرام۔حمید اللہ بن عزیز الوہاب،دیر۔ معین الدین بن مولوی عزیز الدین، پشاور۔حمید خان بن محمد اسرار، چارسدہ۔افتخار علی بن مراص خان،مردان ۔(۷)

☆تعویزات وعملیات کی شرعی حیثیت: محمد رضا، باجوڑ ☆ حلال وحرام آگاہی: جلال الدین بن اللہ زار،وزیرستان

☆احکام مساجد: امجد علی شاہ بن نور حبیب شاہ،نوشہرہ ☆ اہل سنت والجماعۃ کا مصداق: محمد اقبال، ٹیکسلا۔

☆بالوں کا شرعی احکام: حنظلہ ،مردان ☆ جدید طب ومیڈیکل سائنس: ضیاء اللہ بن رومان خان،بٹگرام۔

☆ پیشنگوئی وغیرہ کی شرعی احکام: محمد عمران بن میاں خان،مردان۔

☆ تخریج احادیث هدایة: منصور اللہ بن مولوی مغفور اللہ صاحب نوشہرہ۔

☆ الجنایات: سلطان محمد بن تاج محمد، بونیر ☆ مضاربت: محمد اسامہ بن معین خان،صوابی

☆ اصول الهداية کفیل احمد بن عبدالحکیم' چارسدہ۔(۸)

حواشی

(۱) یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے فتاویٰ حقانیہ کی جمع وتخریج میں حصہ لیا اور بعد میں مولانا مفتی مختار اللہ حقانی کی محنت اور مزید کوشش سے فتاویٰ حقانیہ چھ جلدوں میں منظر عام پر آیا جو اس وقت ہر مکتبہ اور ہر دارالافتاء کی زینت بنی ہوئی ہے۔

(۲) فقیہ العصر علامہ رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ ''فتاویٰ رشیدیہ'' کی ترتیب وتخریج مفتی غلام قادر صاحب کے زیرنگرانی کی گئی ہے جو اب شائع ہوکر منظر عام پر آ گئی ہے۔ (۳) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے جامع ترمذی پر سیر حاصل بحثوں کی ترتیب وتخریج ہے جو حقائق السنن کے نام سے پہلی جلد شائع ہوگئی ہے۔اور مزید ابواب پر کام جاری ہے۔

(۴) معاملات پر سلطنت عثمانیہ میں رائج قانون "مجلة الاحكام" پر سلیم رستم باز کی شرح "شرح مجلة الأحكام" کا اردو ترجمہ ہے جس پر نظر ثانی اور کمپوزنگ کا کام جاری ہے۔ (۵) مفتی اعظم ہند مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کا فتاویٰ ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' پر مفتی مختار اللہ صاحب کے زیر اشراف تحقیق وتخریج اور مکررات کو حذف کر کے تقریباً یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور دارالافتاء کے مکتبہ میں محفوظ ہے۔ (۶) مجتہد فی المسائل علامہ قاضی خان کا مشہور فتاویٰ ''الفتاویٰ القاضی خان'' جس کو فقہ حنفی میں ایک بنیاد کی حیثیت حاصل ہے چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں ہے افادہ عام کے لئے مفتی غلام قادر صاحب کے زیر اشراف ان حضرات نے اس کو عام فہم اور آسان اردو ترجمہ میں نقل کیا ہے جن کے مسودے دارالافتاء میں محفوظ ہیں۔ (۷) فتاویٰ حقانیہ کے شائع ہونے کے بعد دارالافتاء سے جاری ہونے والے مزید فتاویٰ جو ریکارڈ میں غیر مطبوع محفوظ چلے آ رہے ہیں' ان پر تخریج وتبویب اور حذف مکررات کا کام ہوا ہے اور مزید فتاوؤں پر بھی کام جاری ہے۔ (۸) الهداية میں جہاں جہاں لفظ ''اصل'' آیا ہے اس کا معنی و مراد اور اس کی بنیاد اور تشریح وتوضیح کی گئی ہے جو عنقریب شائع ہوکر منظر عام پر آئے گی۔

■ ■ ■

ادارہ

افکاوتاثرات

● حلال آگہی وتحقیقاتی کونسل.......... پروفیسر احمد خان' کراچی

الحمدللہ اللہ کے فضل وکرم سے حلال آگہی وتحقیقاتی کونسل کی جانب سے ۲۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کورنگون والا ہال کراچی میں حلال آگہی وتحقیقاتی کونسل (HARC) کے زیراہتمام علماء کرام کی زیرسرپرستی' تاجروں' صنعکاروں اور سائنسدانوں کے لئے ''دورِ حاضر میں حلال آگہی سے متعلق درپیش مسائل اور ہماری شرعی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے ایک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ اس مجلس مذاکرہ میں تقریباً ۲۰۰ تا ۳۰۰ چنیدہ مرد وخواتین (خواتین کیلئے پردے کا انتظام تھا) جس میں مفتیان وعلماء کرام' شعبہ تخصص وافتاء کے طلباء کراچی یونیورسٹی کے اساتذہ وطلباء' تاجر برادری' صارفین' صنعکار' برآمدکنندگان' درآمدکنندگان' شریک ہوئے۔ اس سیمینار میں جو طرز اختیار کیا گیا وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد تھا۔ مکمل سیمینار مختلف موضوعات پر باہمی مذاکرے کیلئے چار نشستوں (Sessions) پر مشتمل تھا۔ ہر نشست دس یا بارہ افراد پر مشتمل تھی۔ ان نشستوں میں مفتیان کرام' صنعکار' سائنسدان' برآمدکنندگان' درآمدکنندگان' سرٹیفیکیشن باڈیز کے ذمہ داران اور حکومت کے متعلقہ اداروں کے ذمہ دار شامل رہے۔ تمام نشستوں کے کچھ موضوعات اور سفارشات حسب ذیل ہیں:

☆ سرٹیفیکیشن باڈیز کا آپس میں رابطہ' معلومات کا تبادلہ اور تعاون ہونا چاہیے۔ ☆ درآمد کے دوران سختی سے پاکستان حلال اسٹینڈرڈ کو اپنایا جائے۔ ☆ وہ تمام کمپنیاں جو غذا' دوا' یا ان کے اجزاء کے کاروبار سے منسلک ہیں انہیں مستقل علماء کرام کی نگرانی میں کام کرنا چاہیے۔ ☆ مصنوعات پر اجزائے ترکیبی کے معروف نام تحریر کئے جائیں صرف سائنسی ناموں سے گریز کیا جائے' تاکہ صارفین کو خریدنے میں دشواری نہ ہو۔ ☆ حلال کی ضرورت کو سامنے رکھ کر عصری نصاب کے ازسرنو جائزہ کے لئے کمیٹی تشکیل دی جانی چاہیے جو اسکول' کالج' یونیورسٹی کے نصاب میں ان مضامین کو شامل کرنے کی ہدایات مرتب کرے۔ پہلی جماعت سے ہی ان مضامین کو شامل کیا جائے۔ ☆ پاکستان حلال اسٹینڈرڈ کو مقامی زبانوں اور قومی زبان میں ترجمہ کرکے شائع کردیا جائے تاکہ عام لوگ اور خصوصاً مفتیان کرام استفادہ کرسکیں اور دارالافتاؤں سے اس کی توثیق آسان ہو اور علماء کرام کے طبقے میں مقبولیت آسان ہو۔ ☆ HARC اور حلال فاؤنڈیشن باہمی تعاون سے اب تک مرتب کردہ نصاب کو یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کروانے کی کوشش کریں۔ ☆ PSQCA کو چاہیے کہ وہ پاکستان حلال اسٹینڈرڈ کی اشاعتِ عام کرے اور بین الاقوامی طور پر اس کی قبولیت اور مقبولیت کے ذرائع اختیار کرے ☆ بحیثیت مسلم

صارف ہم غیر ملکی گوشت مصنوعات اور گوشت کی تحقیق کریں اور اس کی عادت ڈالیں کہ دکاندار سے پوچھیں کہ یہ گوشت جو غیر ملک سے آیا ہے کہ یہ حلال ہے یا نہیں اور کیا اس کے پاس گوشت کے حلال ہونے کی مستند سند موجود ہے ☆ مقامی ذابحین رقصاب حضرات کے لئے راہ نما ہدایات تیار کر کے مقامی مساجد کے ائمہ کرام کے ذریعے ان کا اطلاق کرایا جائے ☆ قانون سازی کے ساتھ آگہی کے مزید طریقے اختیار کئے جائیں' پرنٹ میڈیا' رسائل' بیانات' مساجد کے منبر سے حلال کی اہمیت بیان کی جائے ☆ حلت وحرمت میں Hygiene کے مسائل کو خلط نہ کیا جائے تا کہ حلال اسٹینڈرڈز کی فقہی حیثیت برقرار رہے۔ اس بناء پر اس کی فقہی وشرعی جزئیات کو علیحدہ بھی شائع کیا جائے۔

● تعلیم وتربیت کے لئے مبلغین کی ضرورت .... محترم محمد عبدالقادر ڈیروی

چند معروضات پیش خدمت ہیں' قابل اعتناء ہوں تو زہے نصیب! ورنہ سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔

عرض ہے پورے ملک میں وہ مدارس دینیہ جو آپ کے طرز سیاست اور تحریکی طریق کار سے مطمئن ہیں ان کو کچھ حلقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ آپ کی مصروفیت کے پیش نظر کم از کم ایک ماہ میں ایک حلقہ کے معروف دینی ادارہ میں آپ کا ایک بیان ہو جس میں اس حلقہ کے وہ مدارس جہاں دورہ حدیث پاک ہوتا ہے' دورہ کے تمام طلباء بشمول موقوف علیہ کے طلباء مع مہتمم صاحبان اور مدرسہ کے تمام شعبوں کے اساتذہ شرکت کریں۔

علاوہ ازیں بڑے مدارس کے ذمہ داران حضرات کے سامنے یہ تقاضہ اور مطالبہ بھی رکھیں کہ وہ اپنے مدارس کی طرف سے ایک مستند عالم دین جو درس وتقریر کی صلاحیت رکھتا ہو مبلغ مقرر فرمائیں اور انہیں معقول تنخواہ دیں۔

ان حلقوں کے خطباء کو بالخصوص یہ حکم فرمائیں' حکم سے مراد یہ ہے کہ آپ ان کو اس کو تیار کریں کہ وہ اپنے جمعہ کے خطبہ میں بالترتیب وبالاستیعاب قرآن مجید کے درس کا اہتمام کریں۔ اس اثناء میں اگر وقتی تقاضے کے پیش نظر کوئی بات کہنی پڑے تو کہہ لے لیکن درس قرآن مجید کو نہ چھوڑیں۔ شیخ الہندؒ کی آرزو جو حضرت والا کی ساری زندگی کا نچوڑ ہے کہ درس قرآن مجید کو عام کیا جائے اگر آپ کے ذریعہ پوری ہو تو آپ کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ لوگوں نے اخلاق' تربیت' دل اور ضمیر کی اصلاح کی طرف تو توجہ نہیں کی جیسے برے بھلے لوگ تھے ان کو منظم کرنے کو ہی کام سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا بد اخلاقی اور بگاڑ کو نئی طاقت مل گئی، علماء کے بارے میں تو قطعاً میری رائے یہ نہیں ہے لیکن اس کمزوری سے دینی جماعتیں بھی خالی نہیں ہیں ورنہ ایک ہی اہداف رکھنے والی ایک ہی مسلک ومشرب کی حامل جماعتوں میں اتنا بعد نہ ہوتا...... عرض ہے فقیر چاہتا ہے طالب علم عرصہ تعلیم میں طالب علم ہی رہے جتنا ممکن ہو ان کو ڈنڈے' جھنڈے سے دور کیا جائے۔ البتہ ان کے ذریعے سے ان کے والدین انکے احباب اور ان کے حلقہ اثر سے فائدہ اٹھایا جائے ان کی صلاحیتوں کے ذریعہ تنفیذ دین کے لئے ان کی صحیح ذہن سازی کی

جائے۔ ارسال کردہ: ڈاکٹر عبدالشکور

- **مولانا حافظ مہر محمد میانوالیؒ کی وفات** ....صاجبزادہ محمد عمر فاروق، میانوالی

حسب ضابطہ کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت مختصر علالت کے بعد محقق اہل سنت، وکیل دفاع صحابہؓ مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا حافظ مہر محمد میانوالیؒ (فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، متخصص فی علوم الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی) ۴محرم الحرام ۱۴۳۵ھ بمطابق ۹ نومبر ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ دن سوا ایک بجے بزبان ورد توفنی مسلما والحقنی بالصلحین پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے خالق حقیقی کے حضور اپنی جان سپرد کردی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست کی جاتی ہے اوران کے حوالے مضامین لکھنے کی التجا کی جاتی ہے تاکہ جلد از جلد حضرت والد مرحوم کی سوانح عمری پر خصوصی اشاعت کا اہتمام ہو سکے۔

- **پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں عریانیت** ......محمد اسلام حقانی

پاکستان میں ٹی وی چینلو اوردیگر ذرائع کے ذریعے ہونے والی فحاشی کا سدباب انتہائی ضروری ہے اگر بروقت ایکشن نہیں لیا گیا تو ملک مزید تباہی کی طرف جائے گا۔لہٰذا میری اپیل ہے کہ تمام علماء کرام، مذہبی سیاستدان اور غیرت مند عوام الناس صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے میدان میں کود پڑیں اور حکومت وقت سے اپنے درجہ ذیل مطالبات منوائیں۔ ۱۔فوری طور پر پیمرا (PEMRA) کو بند کیا جائے جو فحاشی کو پھیلانے میں مدد کر رہا ہے۔

۲۔ سخت قسم کا سنسر بورڈ قائم کیا جائے جس کو اختیار ہو کہ کسی بھی عریاں پروگرام یا اشتہار وغیرہ کو فوری طور پر روک سکے۔اس میں علماء کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے۔ ۳۔ تمام چینلو پر ہندوستانی اشتہار، ڈرامے اور فلموں کی نمائش پر پابندی لگا دی جائے۔ ۴۔عریاں لباس کی تعریف کی جائے۔مثلاً: ہاتھ، پیر اور چہرے کے علاوہ جسم کے کسی بھی عضو کی نمائش کرنے والا لباس عریاں کی تعریف میں آنا چاہیے۔

۵۔ جینز، ٹائٹ پتلون، ٹائٹ شلوار اور ٹائٹ قمیض کو بھی عریاں لباس کی تعریف میں شامل کیا جائے۔

۶۔کوئی بھی پاکستانی عورت اگر باہر جا کر عریاں تصاویر یا فلموں میں حصہ لے تو اسکے خلاف پاکستان میں کاروائی کی جائے

۷۔ کیٹ واک جیسے تمام پروگراموں پر سخت پابندی لگا دی جائے۔

۸۔ انگریزی فلمیں اگر اخلاقیات اور ہماری تہذیب سے گری ہوئی ہوں تو انکی سنسر شپ کو یقینی بنایا جائے۔

۹۔ کوئی بھی چینل جسکے براہ راست دکھانے سے عریاں مناظر آنے کا ڈر ہو اسے سنسر کر کے پھر نشر کیا جائے

۱۰۔ پورے ملک میں تمام بل بورڈز کو لگانے سے پہلے سنسر بورڈ کی منظوری لازم قرار دی جائے۔اس سنسر بورڈ میں علماء کی آدھی نشستیں لازمی رکھی جائیں۔ ۱۱۔اخباروں اور میگزینز میں بھی رنگین فحش تصاویر بند کی جائیں۔

■ ■ ■

مولانا حامد الحق حقانی

دارالعلوم کے شب و روز

راولپنڈی حادثہ پر اجلاس اور نماز جنازہ میں شرکت:

راولپنڈی میں مدرسہ تعلیم القرآن پر مبینہ حملے اور دہشت گردی کے خلاف پورے ملک میں احتجاج برپا ہوا۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور دیگر قائدین موقع پر پہنچ گئے اور مولانا اشرف علی صاحب سے تعزیت کی نیز حکومتی پابندی کے باوجود لیاقت باغ میں کئی شہداء کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولانا اشرف علی صاحب اور جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے مولانا عتیق الرحمٰن کی خواہش کے مطابق نماز جنازہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ جنازہ سے پہلے حکومتی عہدیداروں سے بروقت نوٹس لینے کیلئے علماء کرام کا اجلاس بلایا۔ وفاق المدارس سمیت تمام علماء کرام نے مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا قاری حنیف جالندھری کی قیادت میں شہباز شریف اور چوہدری نثار علی خان اور رانا ثناء اللہ سے ملاقات کی اور معصوم بچوں کی شہادت پر دوٹوک موقف پیش کیا۔ اسی طرح نائب مہتمم اور وفاق المدارس کے نائب صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے بھی جامعہ تعلیم القرآن کا دورہ کیا اور وفاق کے اہم اجلاسوں میں دارالعلوم کی طرف سے مسلسل نمائندگی کی۔

ڈرون حملوں کے خلاف سپریم کورٹ میں حضرت مہتمم صاحب کی رِٹ:

۲۵ رنومبر ۲۰۱۳ء کو حضرت مولانا سمیع الحق نے ڈرون حملوں کے بارے میں سپریم کورٹ میں رٹ دائر کی اس سے پہلے مولانا مدظلہ نے قبائلی علاقہ جات میں ڈرون حملوں کے حوالے سے رٹ دائر کی تھی لیکن چیف جسٹس نے کیس کو خارج کرتے ہوئے معذرت کی تھی کہ قبائل ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں جبکہ بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور کونسل کی طرف سے دائر کردہ رِٹ نے ۹ رمئی ۲۰۱۳ء کو اپنے فیصلہ میں پشاور ہائی کورٹ نے امریکی ڈرون حملوں کو ملکی اور بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی بلکہ جنگی جرائم قرار دیا تھا اور حکومت وقت اور اس کے سربراہ کو ڈرون طیاروں کو گرانے کا حکم دیا تھا، مگر وفاقی حکومت نے سات ماہ گذرنے کے باوجود اس فیصلہ کو سراسر نظرانداز کرتے ہوئے کوئی کاروائی نہ کی اور اس طرح وفاقی حکومت ایک عدالت عالیہ کی صریح توہین کا ارتکاب کر رہی ہے، قبائل کے بعد اب سیٹل ایریا ہنگو میں بھی ڈرون حملے کے بعد مولانا مدظلہ نے سپریم کورٹ میں رِٹ دائر کی کہ یہ علاقہ اب صوبائی، قومی حکومت اور عدالتوں کے دائرہ اختیار میں ہے۔ لہٰذا سپریم کورٹ اس پر ایکشن لے۔...... اس موقع پر راقم حامد الحق حقانی، مولانا یوسف شاہ، اور سابق ڈپٹی اسپیکر اکرام اللہ شاہد کی طرف سے معروف وکیل معظم بٹ کی معاونت سے مولانا سمیع الحق نے باقاعدہ وزیر اعظم نواز شریف، وفاقی وزیر داخلہ اور مرکزی حکومت کے خلاف

توہین عدالت رٹ پٹیشن رجسٹرار ہائی کورٹ پشاور کے پاس جمع کردیا۔صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے کہا کہ دورہ امریکہ کے بعد میاں نواز شریف وفاقی وزراء کی پالیسی اور بیانات یکسر تبدیل ہوکر امریکی مفادات کی ترجمانی اور وکالت میں لگ گئے ہیں۔اور جنرل پرویز مشرف کی بولی بول رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ امریکی مداخلت کے خلاف ہم 2010 سے برسرپیکار ہیں ہر جمہوری آپشن استعمال کیا 2011 میں پشاور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ڈرون کے خلاف رِٹ دائر کئے لیکن سپریم کورٹ نے ہماری رِٹ پر یہ اعتراض لگا کر واپس کیا کہ فاٹا ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں جبکہ اب ہنگو ڈرون حملہ سیٹل ایریا میں ہے اور سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار میں شامل ہے' میں چیف جسٹس سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جاتے جاتے دوبارہ اس کیس کی سماعت کیلئے منظور کرکے ایک تاریخ ساز فیصلہ دیں۔تاکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آپ کا یہ کارنامہ قوم کو یاد ہو۔انہوں نے کہا کہ اگر اسی کیس کو سماعت کیلئے منظور نہ کیا تو ہم ایک دو روز میں دوبارہ ڈرون کے خلاف رِٹ دائر کریں گے۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہائی کورٹ پشاور کے ۹ مئی ۲۰۱۳ء کے واضح احکامات کہ حکومت اقوام متحدہ میں ڈرون حملوں کا مسئلہ زور وشور سے اٹھائیں' امریکہ کو لاجسٹک سپورٹ بند کردیں' امریکہ سے شہداء کے لواحقین کیلئے معقول معاوضہ کا مطالبہ کریں۔ امریکہ کو جنگی مجرم قرار دیں اور اگر امریکہ پھر بھی باز نہیں آتا تو پھر ان کے ڈرون کو گرادیں۔مولانا سمیع الحق نے کہا کہ پشاور ہائی کورٹ نے قوم کی ترجمانی کرکے ایک تاریخ ساز فیصلہ دے دیا

لاہور میں دفاع پاکستان کونسل کا جلسہ:

گزشتہ دنوں دفاع پاکستان کونسل نے لاہور میں مال روڈ پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا' ہفتہ کے دن منصورہ میں تمام قائدین کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا جبکہ اگلے روز مال روڈ پر عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں نیٹو سپلائی اور ڈرون حملے بند کرنے کا پرزور مطالبہ کیا گیا تمام ٹی وی چینلز نے براہ راست نشر کئے۔

دارالعلوم میں معزز مہمانوں کی آمد:

گزشتہ دنوں نامور محقق' ادیب اور ماہنامہ ''الحق'' کے قدیم مضمون نگار وتبصرہ نگار جناب ڈاکٹر سفیر اختر صاحب مدیراعلیٰ نقطہ نظر دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔حضرت مہتمم صاحب سے مختلف علمی موضوعات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا اوراپنے قدیم دوست جناب شفیق الدین فاروقی صاحب کی عیادت بھی کی۔ اسی طرح جامعہ ابوہریرہ کے مہتمم نامور ادیب' درجنوں کتابوں کے مصنف حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب بھی اپنے رفقاء سمیت تشریف لائے اوراہم علمی موضوعات پر حضرت مہتمم صاحب سے تبادلہ خیال کیا۔اسی طرح حضرت مولانا قاضی فضل اللہ حقانی صاحب بھی دارالعلوم تشریف لائے اور دارالحدیث میں طلباء کرام سے ڈھائی گھنٹے کا اصلاحی خطاب فرمایا

ڈرون حملوں کے خلاف ملک گیر احتجاج: ۲۲/نومبر ۲۰۱۳ء کو جمعیت علماء اسلام اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق کی اپیل پر پورے پاکستان میں نماز جمعہ کے بعد سانحہ راولپنڈی اور ہنگو میں ڈراون

حملوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے گئے مولانا سمیع الحق نے اکوڑہ خٹک میں ایک بڑی ریلی کی قیادت کی ریلی میں وفاق المدارس کے مرکزی نائب صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق حقانی، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ، جمعیت کے صوبائی امیر مولانا یوسف شاہ' مولانا احمد شاہ' مولانا عرفان الحق حقانی 'مولانا بلال الحق مکی اور اہلسنت والجماعت کے رہنما محمد حامد نے خطاب کیا۔مولانا سمیع الحق کی اپیل پر لاہور میں جمعیت کے راہنماؤں مولانا عبدالرؤف فاروقی مولانا عاصم مخدوم مولانا خلیل الرحمٰن حقانی ظہیر الدین بابر مولانا قدرت اللہ عارف اور دیگر نے احتجاجی مظاہرے کیے اور سانحہ راولپنڈی اور ہنگو میں ڈراؤن حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی کراچی میں مفتی محمد عثمان یار خان مولانا قاری عبدالمنان انور مولانا حافظ احمد علی مولانا حماد مدنی صوبہ کے پی کے میں پشاور میں مولانا حامد الحق حقانی نے ایک بڑی ریلی سے خطاب کیا اور پاکستان کے خلاف اندرونی اور بیرونی سازشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی مردان میں اکرام اللہ شاہد تخت بھائی میں مولانا محمد اسرائیل مانسہرہ قاضی رفیق الرحمٰن ایبٹ آباد میں قاری یوسف شاہ صابری نے مظاہروں کی قیادت کی مظاہروں میں چیف جسٹس پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ سانحہ راولپنڈی اور ہنگو میں ڈراؤن حملوں کے خلاف سوموٹو ایکشن لیں اور سازشوں میں شامل افراد اور حکمرانوں کو عبرتناک سزا دیں۔

حضرت مولانا قاضی فضل اللہ صاحب کے والد کا انتقال اور مہتمم صاحب کی تعزیت:

دارالعلوم حقانیہ کے ممتاز فاضل، بین الاقوامی سکالر، مولانا قاضی فضل اللہ کے والد ماجد حاجی مصباح اللہ کچھ عرصہ پہلے انتقال کر گئے۔حضرت قاضی صاحب کی امریکہ سے آمد پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ان کے گاؤں چھوٹا لاہور تعزیت کیلئے تشریف لے گئے۔جہاں پر قاضی صاحب کے علاوہ انکے بھائیوں جناب مطیع اللہ اور عزیز اللہ صاحب سے بھی تعزیت کی۔اس موقع پر حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی' مولانا راشد الحق سمیع' مولانا عرفان الحق اور دارالعلوم کے فاضل اور مخلص مولانا تاج محمد بلوچستانی بھی ہمراہ تھے۔

حضرت مہتمم صاحب کا دورہ رستم مردان: دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل مولانا ظہور احمد خطیب رستم نے اپنے علاقہ رستم مردان میں اپنے بیٹے حافظ اسرار احمد نعمانی کے درس نظامی کے افتتاح پر ایک عظیم الشان تقریب کا اہتمام کیا۔حضرت مہتمم صاحب نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی جبکہ شیخ القرآن مولانا نورالہادی اور مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا محمد اسرار مدنی سمیت دیگر اہم شخصیات نے بھی شرکت کی، اسکے بعد مردان پریس کلب میں پریس کانفرنس بھی کی، جس میں اکرام اللہ شاہد صاحب' حافظ حسین احمد صاحب سمیت دیگر اہم شخصیات وصحافی حضرات موجود تھے۔

■ ■ ■

ادارہ

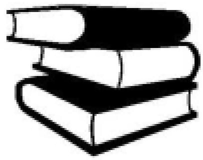

تعارف وتبصرہ کتب

● صلوٰۃ تنجینا فضائل، فوائد وبرکات ...... مولانا نثار احمد الحسینی

اکابر اسلاف اور اولیاء کرام نے اپنے عشق ومحبت نبوی ﷺ کے اظہار میں درود شریف کے کلمات کو نظماً نثراً کئی طرح تحریر کیا ہے۔ چونکہ درود شریف کے فضائل ومناقب قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں جس عظمت و شان کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں ان پر ہر زبان اور ہر زمان میں اہل علم وقلم اور اہل قلوب وسلوک اور ارباب تزکیہ و احسان نے بہت کچھ لکھا ہے "صلوٰۃ تنجینا" بھی ان اہل قلوب کے کلمات عشق ومحبت نبویؐ کے اظہار کا مظہر ہے یہ مختصر درود شریف اسلاف امت کا معمول بھا درود ہے شیخ محمد موسیٰ ضریرؒ کو یہ درود شریف حضور پاک ﷺ نے خواب میں القاء فرمایا" صلوٰۃ تنجینا " مہمات، مشکلات اور مصائب میں پڑھا جاتا ہے مولانا نثار احمد الحسینی قابل داد اور لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے صلوٰۃ تنجینا کے فضائل برکات اور فوائد اور اس پر اشکالات کے جوابات اور اسکی سند کے احوال اور دیگر بیش بہا معارف پر گراں قدر معلومات جمع کر دی، مولانا نثار احمد حسینی تصنیف وتالیف کا شہسوار ہیں اس سے پہلے بھی ان کی نگارشات طلباء علم وتحقیق سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں زیر تبصرہ کتاب ایک علمی، تحقیقی اور روحانی گلدستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو مزید علمی خدمات کی توفیق دے آمین۔ ۱۴۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام محلہ زاہد آباد حضرو اٹک سے دستیاب ہے قیمت درج نہیں۔

● امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ ...... افادات: حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی صاحب

مولانا سعید الحق جدون دارالعلوم حقانیہ کے لائق فائق فاضل ہیں' اکابر کی سوانح عمری وملفوظات جمع کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہے اس کے ساتھ اپنے اساتذہ ومشائخ کے علمی موتیوں کو چنا اور تصنیف کی موتیوں میں پرونا اس کا ذوقی موضوع ہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اپنے محبوب استاذ اور دارالعلوم حقانیہ کے مایہ ناز شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ کے جملہ ملفوظات کو "مولانا شیر علی شاہ مدنی کی درسگاہ میں" کے نام سے جمع کر کے شائع کیا ہے' جبکہ زیر تبصرہ کتاب حضرت شیخ صاحب کے وہ قیمتی علمی نکات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً دوران درس حدیث امام اعظم ابوحنیفہ پر ہونے والے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اس کتاب کے متعلق پیش لفظ میں لکھتے ہیں: "محترم مولانا سعید الحق جدون صاحب نے میرے ایک درس کو قلمبند فرما کر افادۂ عام کی خاطر طبع فرما رہے ہیں۔ جس کا نام "امام ابوحنیفہؒ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" ہے' میں نے مسودہ کا بالاستیعاب مطالعہ کر لیا ہے۔ ماشاء اللہ مولانا موصوف نے پوری امانت وضبط' عجیب جاذبہ

نظر طباعت و کتابت سے کتاب کی رونق کو دوبالا کر دیا ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ اپنے خصوصی فضل و کرم سے محترم مولانا سعید الحق جدون صاحب کے ان علمی، دینی خدمات کو شرفِ پذیرائی عطا فرما کر ان کی تالیفات وتصانیف سے فرزندان اسلام کو استفادہ کی توفیق نصیب فرمادے۔ اس سے قبل بھی مولانا موصوف نے میرے دروس میں بعض باتیں لطائف و ظرائف کو بھی زیور طبع سے آراستہ فرمایا ہے اور آئندہ بھی ایک رسالہ ''فرضیت خلافت اور اس کے قیام کا نبوی طریقہ'' کے نام سے طبع فرما رہے ہیں۔ رب العالمین جل جلالہ انکے مساعی جمیلہ کو قبولیت تامہ عامہ نصیب فرماوے۔'' القاسم اکیڈمی خصوصاً حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی اس عظیم علمی شہکار کی اشاعت قابل تحسین وتبریک ہے۔

● تذکرہ وسوانح امام الہند ابوالکلام آزاد ...... مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کتابوں کی ترتیب، تدوین اشاعت اور تحقیق کے حوالہ سے اپنی مثال آپ ہیں، کئی موضوعات ومباحث پر ان کی تالیف کردہ کتابیں پڑھنے والوں سے داد وتحسین وصول کر چکی ہے، زیر تبصرہ وزیر مطالعہ کتاب ام الہند نابغہ روزگار عبقری عالم دین مولانا ابوالکلام آزاد کے تذکرہ وسوانح حیات پر مشتمل ہے۔ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی نے انتہائی سلیقہ اور قرینہ سے اقتباسات جمع کئے ہیں گویا انگشتری میں نگینے جڑ دیئے ہیں۔ ابوالکلام آزاد کے حوالہ سے اب تک بے شمار مضامین مقالات اور کتابیں شائع ہو چکی ہے تاہم اس سے ہر کوئی استفادہ نہیں کر سکتا لیکن علامہ حقانی صاحب کی یہ کتاب عام فہم سادہ اردو میں لکھی گئی ہے، مولانا حقانی صاحب اس کتاب کی تدوین وترتیب کے لئے برسوں صحرانوردی کی جان گداز صعوبتیں برداشت کیں، کتب ہائے متفرقہ کی ورق گردانی میں شب وروز ایک کئے۔ آخر ان کا لب لباب اور ان سے کشید کردہ مطالب ومفاہیم سلک مروارید ہی میں پرو کر نادر الوجود ہار تیار کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جہاں تک امام الہند کی شخصیت کا تعلق ہے تو اگر وہ سیاست کے امام تھے، علمی وفلسفیانہ حیثیت سے ان میں ابن رشد، ابن باجہ، ابن طفیل کی روح متحرک نظر آتی ہے۔ بہرحال یہ تذکرہ سوانح امام الہند ہر اعتبار سے عمدہ، مفید، معلومات افزاء، عبرت انگیز اور نصیحت آموز کتاب ہے۔ اللہ رب العزت آپ کے قلم میں اور بھی برکت اور روانی پیدا فرمائے اور اس کی فیوضات سے مسلمانوں کو مستفید فرمائے۔ امین۔ یہ کتاب القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ سے دستیاب ہے، قیمت درج نہیں۔

● باقہ الاذہار (پھولوں کا گلدستہ) .... ابو محمد حمید الرحمٰن

عربی زبان وادب کی اہمیت علمی دنیا میں مسلم ہے کسی ذی شعور کو اس حقیقت سے انکار نہیں اور اس زبان وادب کی خدمت وقتاً وقتاً مختلف علاقوں کے مختلف علماء کرام نے سرانجام دیا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں تو علماء کرام نے بہت شہکار شہ پارے شائع کر کے طلبہ پر عظیم احسانات کئے بعض علماء کرام نے عربی ادب کے بحر بے کنار سے موتیوں

کے مختلف اقسام سے اعلیٰ اقسام کو منتخب کر دیا تھی کہ علامہ سید ابوالحسن علی ندوی نے "مختارات فی الادب العربی" کو لکھا چونکہ عربی ادب کے شہ پاروں سے انتخاب کے حوالے سے اچھی کتاب تھی تو ارباب وفاق المدارس نے اپنے نصاب کا حصہ بنایا اب پاکستان میں اس سلسلہ کے حوالہ سے نیا نام ابومحمد حمید الرحمٰن کا بھی آ گیا ہے۔ جنہوں نے علماء کرام طلباء اور طالبات خطباء حضرات کے لئے وقت کے انتہائی اہم موضوعات پر کم وقت میں مستند و پر مغز 'بیان تقریر' خطبہ اور مضمون تیار کرنا سوچوں سے بھی زیادہ آسان باقہ الاذہار ۱۴۰ قدیم وجدید کتابوں کا معطر عقائد عبادات اخلاق معاشرت معاملات سے متعلق ۴۲ خطبات ۳۷۵ آیات ۲۰۷ احادیث مع تفصیلی حوالہ جات ۶۵۰ آسان اشعار' ۲۰۷ امثال واقوال کا خوبصورت گلدستہ اعراب وحل لغات کی خوبیوں سے مزین آسان دل نشین اسلوب اور جدید انداز پر تیار کر دیا ہے۔ ۲۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مدارس دینیہ کے لئے اور ہر لائبریری کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایک نسخہ اس میں موجود ہو اعلیٰ طباعت مضبوط جلد بندی' خوبصورت ٹائٹل' اللہ موصوف کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ مزید کوئی علمی خدمت انجام دے قیمت درج نہیں۔ ناشر مکتبہ الحمید C-14 گلناب ہاؤسنگ سوسائٹی اسکیم ۳۳ عقب حمامہ شاپنگ سینٹر کراچی۔

● **صور من الدعوة الاسلامیه فی العهد النبوی** ......سید عبدالماجد الغوری

دعوت وتبلیغ ایک ایسا مقدس فریضہ ہے جو ہر نبی کے فرائض منصبی میں شامل تھا اس کا مقصد اللہ کے دین کو پھیلانا اور عام کرنا اور لوگوں کو اس کے قبول کرنے کی دعوت وترغیب دینا آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ پر نبوت ورسالت ختم ہوگیا اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئیگا اور نہ کوئی نئی شریعت آپ کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی اسلئے آپکے بعد آپکی امت کے افراد اس کے پابند ہیں کہ وہ دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے اور یہ خیرامت بھی اسلئے ہیں کہ وہ دعوت تبلیغ کو ایک مستقل کام سمجھ کر اللہ کی رضا کیلئے کرتے رہیں گے' یہ انکی امتیازی خصوصیات ہے دعوت کا کام ہر حال میں ایسی حکمت عملی سے کیا جائے کہ اسکے اچھے ثمرات اور نتائج برآمد ہوں وہ حکمت عملی کیا ہوگی واسلوب وانداز کیا ہے سابقہ انبیاء کرام کے اسلوب دعوت کیا تھے حضرت محمد ﷺ کے دعوت کا منہج اور طریقہ کار کیا تھا؟ صحابہ کرام نے دعوت کیسے دیں عہد نبوی میں دعوت کا کام کس طرح پھیلا اور پھیلایا گیا یہ سب کچھ زیر تبصرہ کتاب میں ملتے ہیں۔ تین ابواب پر مشتمل یہ الیلی تصنیف سید عبدالماجد الغوری صاحب کی قلم کا شاہکار ہے عام فہم عربی زبان میں ہے مبتدی طلبہ بھی اس سے اخذ اور استفادہ کر سکتے ہیں سید عبدالماجد الغوری ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل، جامعہ اسلامیہ عالیہ ملائیشیا کے لیکچرر ہیں، ایک قابل اور جید شخصیت ہیں اور عربی کے ماہر اس سے قبل بھی اس کی کاوشیں شائع ہو کر قارئین علم سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں ۔۳۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب زمزم پبلشر کراچی سے دستیاب ہے عام قیمت ۴۰۰۔

■ ■ ■